مرشد برحق حضور تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی حیات و خدمات کے حوالے سے
ملک کے مختلف رسائل وکتب میں شائع شدہ مصنف کے چند مضامین کا مجموعہ

حیاتِ تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش





ازقلم

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتا، مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور، اتراکھنڈ

تقریظ منیر

شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی

محمد عسجد رضا خاں صاحب دامت معالیہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر آپ کی حیات اور کارناموں سے متعلق چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں اور رسائل منظر عام پر آئے اور پہلے عرس کے موقع پر ہندو بیرون ہند سے بہت سی کتابیں، رسائل اور نمبرات اشاعت کو تیار ہیں۔

زیر نظر رسالہ ''حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو حضرت مولانا مفتی ذوالفقار نعیمی زید مجدہ نے تحریر کیا، موصوف جماعت اہل سنت کے ایک باصلاحیت اور ذمہ دار مفتی ہیں اور ایک عرصہ سے نوری دارالافتاء کاشی پور میں لوگوں کی دینی رہنمائی اور مسلک اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمت دین کو قبول فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ اکرم التسلیم۔

محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

بریلی شریف

۹ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ

المکتبۃ الازہریۃ فیض آباد
AL-MAKTABA AL-AZHARIYA
Farooqi Market, 51 Mughalpura, Haidarganj Road
Distt. Faizabad, U.P. Pin No.: 224001 (India)
Mob. : 8318177138

مرشد برحق حضور تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی حیات وخدمات کے حوالے سے ملک کے مختلف رسائل وکتب میں شائع شدہ مصنف کے چند مضامین کا مجموعہ

حیات

تاج الشریعہ

کے تابندہ نقوش

از قلم: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

تفصیلات

کتاب: حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش

مصنف: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

خلیفہ حضور تاج الشریعہ

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

رابطہ: نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

ای میل: nooridarulifta786@gmail.com

موبائل: 9719620137.9759522786

صفحات: 120

ملنے کے پتے

الفلاح ریسرچ فاؤنڈیشن دہلی

مکتبہ نعیمیہ دہلی

مکتبہ نعیمیہ مرادآباد جامعہ نعیمیہ مرادآباد

تاج الشریعہ بک ڈپو، نزد مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

فہرست کتاب

انتساب.. 8

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے.............................. 9

تاج الشریعہ ولادت سے وصال تک حیات وخدمات ...10

خاندان 10

ولادت باسعادت 10

اسم گرامی 11

تعلیم وتربیت 11

اساتذہ کرام 12

تدریسی خدمات 12

تبحر علمی 12

بیعت وخلافت 13

رشتہ ازدواج 13

اولاد 13

علامہ عسجد رضاخاں 13

فتوی نویسی 14

زیارت حرمین شریفین 15

تحریکات، تنظیمات، تعمیرات 15

تبلیغی دورے 16

تصلب فی الدین 16

خصائص 17

مضمون نگاری 17

تصنیفات وتالیفات 18

مریدین وخلفا 18

سفر آخرت 19

تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث 20

ٹی وی اور ویڈیو 21

مشابہ بالدف پڑھی جانے والی نعتوں کا حکم 26

چلتی ٹرین میں نماز 29

ٹائی کا تحقیقی بیان 35

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت 41

تاج الشریعہ کی نگارشات مشہور رسائل کی روشنی میں 44

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن حقائق کی روشنی میں 45

رد فتواے دیوبند 47

دفاع کنز الایمان 49

جواب الہدیٰ 51

مکتوب 53

مطالبہ 54

عصمت انبیائے کرام علیھم الصلاۃ والتسلیمات 54

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر...57
ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے 58
حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ و تعلیق نگاری....................60
المعتقد المنتقد ومعتمد المستند پر حاشیہ 61
انوار المنان فی توحید القرآن..64
نموذج حاشیۃ البخاری الازھری علی صحیح البخاری 67
اھلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین 68
تاج الشریعہ کے ہندوستانی تبلیغی دورے 70
ہندوستانی دورے 71
بریلی شریف 72
پہلا یوم رضا 73
پہلا یوم مفتی اعظم 73
جامعہ نوریہ رضویہ کا پہلا جشن دستار فضیلت 74
کنز الایمان پر پابندی کے خلاف جلسہ 75
کھیلم ضلع بریلی 76
ادارۂ شرعیہ بہار کے وفد کا دورۂ آسام 76
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور 77
اڑیسہ و بنگال 79
کلکتہ، ہوڑہ، مہاراشٹر، گجرات کے دورے 79
گرسہائے گنج کا جلسہ دستار فضیلت 80

کانپور اور اناؤ کا دورہ 80
عمرپور ضلع کھیری 80
شیخوپور بدایوں 81
ادری میں جشن غوث الوریٰ 81
بھلوئی میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ 82
ممبئی میں عرس مفتی اعظم 83
املنیر ضلع جلگاؤں کا جلسہ 84
پانچوں پیرن سلطان پور 84
تاج الشریعہ اور مکتوبات و مراسلات 88
مکتوبات تاج الشریعہ بنام ارباب علم و دانش 90
مکتوب بنام فقیہ اعظم ہند مفتی عبد الرشید نعیمی فتحپوری 90
مکتوب بنام سید رضوان میاں نبیرۂ صدر الافاضل 91
مکتوب بنام مفتی غلام مجتبیٰ ممبئی 92
مکتوب بنام جناب عثمان عارف گورنر اترپردیش 94
مکتوب بنام مولانا تحسین رضا کانپوری 95
مکتوبات اصحاب علم و دانش بنام تاج الشریعہ 98
مکتوب حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی 98
تعزیتی مکتوب حضور حافظ ملت 99
مکتوب محمد حسن میلسی پاکستان 100
مکتوب حضرت رئیس القلم 102

مکتوب حضرت پاسبانِ ملت 105
مکتوب حضرت شارح بخاری 106
مکتوب فقیہ ملت 107
مکتوب محمد اسحاق قریشی پاکستان 108
مکتوب فضل حق، عبد الرؤف صاحب واحباب کوٹہ 110
تعزیتی مکتوب جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان 111
ہم بہر حال کتابوں میں ملیں گے تم کو.. 113
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا 116

انتساب

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

اس وقت ہندوپاک میں کچھ گندم نما جوفروش ،نام نہاد سنی ،رفض زدہ صوفی،ہوس پرست پیرو ملا، جعلی سید محبت اہل بیت اور حب علی کی آڑ میں اصحاب رسول اللہ خاص کر حضرت امیر معاویہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تقدس مآب بارگاہوں میں طعن و تشنیع ،زبان درازی، تبرابازی اور گستاخی کرتے پھر رہے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت عطافرمائے اور اگر ہدایت نصیب نہ ہو تو مولیٰ دنیاو آخرت میں انہیں خوب ذلیل ورسوافرمائے۔

اسی تناظر میں فقیر اپنی اس کاوش کو جملہ صحابہ کرام خصوصاً

حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمرفاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا مولیٰ علی اور حضرت کاتب وحی رسول امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی پاکیزہ ومقدس بارگاہوں سے منسوب و معنون کرتا ہے۔ اللہ پاک مجھے اور میرے اہل خانہ کو احباب واعزاکو صحابہ کرام کا صدقہ عطافرمائے۔ اور تادم آخر اصحاب واہل بیت رسول اللہ کی محبت دلوں میں قائم رکھے۔ ان کے طریقہ وروش کو اپنانے کی توفیق بخشے اور علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء کا سچاعامل بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

یکے از شیدایان اصحاب مصطفیٰ واہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولوالدیہ

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

مرشد بر حق حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی وقار اہل سنت کے لیے یقیناً کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ مکمل زندگی مذہب و مسلک کی خدمت میں گزاری۔ عشق مصطفیٰ ورثہ میں اس قدر ملا تھا کہ زندگی بھر تقسیم فرماتے رہے کم نہ ہوا بلکہ دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ علمی میراث بھی آباواجداد سے اتنی پائی کہ ہر کس وناکس عام وخاص کو زندگی بھر بانٹا کئے لیکن کمی نہ ہوئی بلکہ واللہ یضعف لمن یشاء کے صدقے علمی فیضان بڑھتا ہی گیا۔ تفقہ، تصلب، تشرع، تقوی، تورع، اخلاص، اخلاق، تکلم،

تبسم، جلال، جمال، شفقت، مروت، سخاوت، قیادت، امامت، نظامت، خطابت، بلاغت، فصاحت، عبادت، ریاضت، شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، کرامت، ادب، کون سا وصف محمود و مباح تھا جس کے آپ حامل نہ تھے۔ دور حاضر میں بلا مبالغہ آپ جیسی شخصیت عنقا ہے۔ آپ جیسی شخصیت کے لیے ہی یہ مصرعہ مشہور ہے اور آپ پر مکمل منطبق ع

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

زیر نظر کتاب "حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش" پیر و مرشد مرشد ربانی حضور تاج الشریعہ قدست اسرارھم کی حیات وخدمات کے حوالے سے فقیر کے لکھے ہوئے ان چند مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے جو ملک کے مشہور رسائل میں شائع ہوئے۔ بعض احباب کے حکم کی تعمیل میں ان مضامین کو کتابی شکل دی ہے۔ تاج الشریعہ کے پہلے عرس کے موقع پر ان شاء اللہ یہ کتاب منظر عام پر ہوگی۔ پیر و مرشد کے پہلے عرس کے موقع پر فقیر کی جانب سے یہ حقیر سا نذرانہ پیر و مرشد کو نذر ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تاج الشریعہ ولادت سے وصال تک

حیات وخدمات

خاندان:

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام احمد رضاخان قدس سرہ کا خاندان عالم اسلام میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اسی خاندان کی ایک مقدس کڑی کو زمانہ مرشد برحق حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ حضرت مفتی محمد اختر رضاخان نوراللہ مرقدہ کے حوالے سے جانتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے تین صاحبزادے ہوئے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضاخاں قدس سرہ اور منجھلے صاحبزادے محمود رضاخاں علیہ الرحمہ جو ولادت کے چند ماہ بعد ہی وصال فرماگئے۔ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضاخاں قدس سرہ۔

حضور حجۃ الاسلام کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور مفتی اعظم ہند کے گھر ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں ہوئیں۔ حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضاخاں معروف بہ جیلانی میاں کا نکاح مفتی اعظم ہند کی عفت مآب صاحبزادی کے ساتھ کیا گیا جن کے یہاں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی ولادت ہوئی۔ ہم یہاں اپنے عنوان کے مطابق تاج الشریعہ کی حیات وخدمات کے حوالے سے اجمالی خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ولادت باسعادت: ۱۷ / جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ / مئی ۱۹۴۳ء کو تاج الشریعہ کے جد کریم حجۃ الاسلام کا وصال ہوا۔ اور ٹھیک چھٹے مہینے میں ۲۴ / ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ

۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء کو آپ کے آبائی مکان محلہ سوداگران بریلی شریف میں آپ کی پیدائش ہوئی۔

اسم گرامی:

اصل نام ''محمد'' رکھا گیا اور اسی نام پر عقیقہ ہوا۔ اہل خاندان نے ''محمد اسماعیل رضا'' نام تجویز کیا اور عرفی نام ''اختر رضا'' رکھا گیا۔ عوام میں آپ ''ازہری میاں'' اور خواص میں ''تاج الشریعہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

تعلیم و تربیت:

چار سال چار ماہ چار دن کی عمر شریف میں نانا محترم کے ذریعہ رسم بسم اللہ خوانی ادا ہوئی۔ والدین خاص کر نانا جان مفتی اعظم ہند کی آغوش محبت میں تربیت پائی۔ اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔

ناظرہ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے مکمل کیا۔ نانا محترم کی بارگاہ سے اسباق شرع اور دروس تصوف و سلوک کی تکمیل فرمائی۔ عصری علوم کے لیے ۱۹۵۲ء میں بریلی کے فضل الرحمن اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا اور علوم عصریہ کی تحصیل فرمائی۔ درس نظامی کی مکمل تعلیم جد کریم حضور اعلیٰ حضرت کے قائم کردہ مدرسہ ''منظر اسلام'' میں حاصل کی اور ۱۹۶۲ء میں دستار و سند سے نوازے گئے۔ بعد فراغت ۱۹۶۳ء میں اساتذہ کے مشورہ پر آپ کے والد ماجد نے آپ کو جامعہ ازہر مصر بھیج دیا۔ جہاں آپ نے عربی ادب اور دیگر علوم اسلامیہ پر عبور حاصل کیا۔ اور یونیورسٹی میں اول پوزیشن پائی۔ اور اپنی عمدہ و نمایاں کارکردگی اور تعلیم میں امتیازی حیثیت پانے کے سبب مصر کے صدر جناب کرنل جمال عبد الناصر مصری ہاتھوں ایوارڈ پایا۔ جامعہ ازہر میں تعلیم کے دوران ۱۹۶۵ء کو آپ کے والد گرامی قدس سرہ کا وصال ہو گیا مگر آپ اپنی تعلیمی مصروفیات کے سبب والد گرامی کے جنازے میں شرکت نہ

فرماسکے۔۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہرسے تعلیم مکمل فرماکے اپنے وطن عزیزہندوستان مراجعت فرمائی۔

اساتذہ کرام: نانامحترم اوروالدماجد کے علاوہ مفتی افضل حسین مونگیری اورہندی ومصری کئی نامور علماسے آپ نے تعلیم حاصل کی۔

تدریسی خدمات:

۱۹۶۷ء سے آپ نے باضابطہ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا۔منظر اسلام میں قریب گیارہ سال تک مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دی اور پھر۱۹۷۸ء میں صدرالمدرسین منتخب کئے گئے۔اور پھراس کے بعد ذاتی ومذہبی مصروفیات اور مسلسل ملک وبیرون ملک تبلیغی دوروں کے سبب تدریسی خدمات سے دوری اختیار کرنی پڑی۔البتہ گاہے بگاہے علماوطلبا کو کبھی دولت خانہ پر کبھی اپنے آباد کردہ مدرسہ ''جامعۃ الرضا'' میں مختلف علوم وفنون کی کتب خاص کا درس دیتے رہے۔اوریہ سلسلہ آخری وقت جاری رہا۔ہندوبیرون ہندکے بے شمارناموروشاہیر علماوفضلانے آپ کی بارگاہ سے اکتساب علم کیا۔

تبحر علمی:

علوم مروجہ میں اپنے دورمیں اپنی مثال آپ تھے۔عربی ادب میں بلاکی مہارت حاصل تھی۔عربی بولتے توسامع کواندازہ کرنامشکل ہوتاکہ آپ عجم سے ہیں یاعرب سے۔تفقہ فی الدین میں علمائے اہل سنت میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔فن تفسیرواصول تفسیر،حدیث واصول حدیث، منطق،

فلسفہ،کلام،مناظرہ ،ہیئت،توقیت،میراث میں یکتائے روزگار تھے۔عروض وقوافی،جفرواعداد، تجوید وقرأت الغرض مروجہ سارے علوم میں یدطولیٰ حاصل تھا۔یہ

کہنا بے جانہ ہوگا کہ مذہبی علوم وفنون میں اپنے جدامجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے عکس جمیل تھے۔

بیعت وخلافت:

بچپن ہی میں نانا حضور سے شرف بیعت حاصل ہو گیا تھا۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء کو منظر اسلام کے سالانہ اجلاس میں ہندوستان کے مشاہیر علماو مشائخ کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرما کر اپنی جانشینی عطا فرمائی۔ علاوہ ازیں حضور احسن العلماحضرت سید حسن میاں برکاتی سید العلماحضرت سید آل مصطفیٰ برکاتی سجادگان خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور برہان ملت حضور برہان الحق جبل پوری علیہم الرحمہ سے بھی جملہ سلاسل کی اجازت وخلاف حاصل ہوئی۔

رشتہ ازدواج:

۳ر نومبر ۱۹۶۸ء میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں کی پوتی علامہ حسنین رضا خاں کی دختر نیک اختر کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔

اولاد:

آپ کے یہاں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔

علامہ عسجد رضا خاں:

آپ کے صاحبزادے علامہ محمد منور رضا محامد معروف بہ محمد عسجد رضا خاں آپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔

۱۴ر شعبان ۱۳۹۰ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۰ء کو آپ کی پیدائش ہوئی۔ جد کریم حضور مفتی اعظم ہند نے تحنیک فرمائی۔ اور وقت مقررہ پر بسم اللہ کی رسم بھی مفتی اعظم ہند نے ہی ادا فرمائی۔ اور بچپن ہی میں شرف بیعت سے بھی نوازا۔ اسلامیہ انٹر کالج سے عصری تعلیم کی تحصیل فرمائی۔ اور ابتدائی تعلیم والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور مرکزی دارالافتاء کے اساتذہ سے حاصل کی۔ درس نظامی کی اکثر کتابیں والد ماجد کے علاوہ علامہ تحسین ملت تحسین رضا خاں کی

بارگاہ میں پڑھیں۔ فقہ، اصول فقہ، حدیث واصول حدیث، افتا وغیرہ سے متعلق اہم کتابیں والدماجد نے پڑھائیں۔

۲۰۰۱ء میں عرس رضوی میں جامعۃ الرضا کے اجلاس میں شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ ضیاء المصطفی محدث کبیر نے ختم بخاری کی رسم ادا فرمائی اور والدماجد کے علاوہ بہت سے نامور ومشاہیر علما ومشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ ۲۰۰۳ء سے آپ نے فتوی نویسی کا آغاز فرمایا اور پہلا فتوی رضاعت کے حوالے سے لکھ کر والدماجد کو دکھایا جس سے خوش ہو کر والدماجد تاج الشریعہ نے مٹھائی تقسیم کرائی۔ عرس رضوی ۲۰۰۶ء میں جامعۃ الرضا کے جلسہ میں والدماجد نے برسر منبر علما ومشائخ کی موجودگی میں آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنی جانشینی عطا فرمائی۔ کچھ دنوں جامعۃ الرضا میں تدریسی خدمات انجام دیں مگر والدماجد کے تبلیغی دوروں میں ساتھ جانے کے سبب اس طرف خاص توجہ نہ فرما سکے۔ استاذ زمن کی پوتی حضرت امین شریعت کی عفت مآب بیٹی سے ۱۹۹۱ء میں آپ کا نکاح ہوا۔ جن سے آپ کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ آپ بہت سی تنظیمات وتحریکات سے وابستہ ہیں۔ تصلب فی الدین میں والد ماجد کے پرتو جمیل ہیں۔ امسال جامعۃ الرضا میں شرعی کونسل آف انڈیا کے زیر اہتمام سولھویں فقہی سیمنار میں حضور محدث کبیر اور بہت سے اکابر علما کی موجودگی میں قاضی القضاۃ فی الہند مقرر ہوئے۔ پہلے تبلیغی دورے والدماجد کے ساتھ کرتے تھے مگر والدماجد کے وصال کے بعد تبلیغی دوروں کی ساری ذمہ داری آپ کے کاندھے پر آگئی ہے۔ سال کا کوئی مہینہ مہینہ کا کوئی دن شاید ہی خالی ہو۔ اللہ پاک یوں ہی آپ کو ترقیاں عطا فرمائے۔ اور اہل سنت کو آپ کے ذریعہ خوب خوب مستفیض فرمائے۔

فتوی نویسی:

تاج الشریعہ کی فتوی نویسی علما وفقہا میں ایک مثال ہے۔ ۱۹۶۶ء سے باضابطہ فتوی نویسی کی شروعات کی۔ پہلا فتوی مدینہ منورہ سے طلاق ومیراث سے متعلق آئے ہوئے ایک استفتا کے

جواب میں تحریر فرمایا۔ مفتی افضل حسین مونگیری نے دیکھا تو تعریفی انداز میں حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ نانا حضور کو دکھایئے آپ نے وہ فتوی جب حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے ملاحظہ فرما کر خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ فتوی لکھ کر مجھے دکھا دیا کرو اس کے بعد آپ فتوی لکھتے اور نانا حضور کو بغرض اصلاح پیش کرتے جس پر حضور مفتی اعظم ہند تصدیقی مہر ثبت فرمادیتے۔اس طرح آپ نے فتوی نویسی میں عبور حاصل کرلیا۔ معتبر ذرائع کے مطابق آپ کے فتاوی کے اسی سے زائد رجسٹر موجود ہیں ۔آپ نے اردو، عربی ،فارسی اور انگریزی چار زبانوں میں فتاوی تحریر فرمائے۔انگریزی فتوے کی دو جلدیں منظر عام پر بھی ہیں ۔اور اردو، عربی فارسی فتاوی کی ابھی ماضی قریب میں دو جلدیں بنام فتاوی ازہریہ" شائع ہوئی ہیں ۔آپ کے فتاوی آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ، آثار صحابہ،عبارات فقہا نصوص علما واسلاف سے مزین ہوتے تھے۔جو لکھا مدلل لکھا۔اور خوب لکھا۔

زیارت حرمین شریفین:

۱۹۸۳ء۔۱۹۸۵ء۔۱۹۸۶ء۔۲۰۰۸ء۔۲۰۰۹ء۔۲۰۱۰ء۔ان سالوں میں چھ بار سفر حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔اور بے شمار عمرے ادا فرمائے۔

تحریکات، تنظیم ملت، تعمیرات:

ملک وبیرون ملک بہت سی تحریکات میں حصہ لیا۔ تحریک جماعت رضائے مصطفیٰ کی دنیا بھر میں بہت سی شاخیں قائم فرمائیں۔اور اسی کی سرپرستی فرماتے ہوئے اس کے زیر اہتمام بہت سی خدمات انجام دیں ۔ مجلس شرعی مبارکپور اور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما ممبئی کے صدارت عظمی کے منصب پر بھی فائز ہوئے۔۱۹۸۰ء میں مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کی بنیاد ڈالی۔۲۰۰۰ء میں ادارہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف کا افتتاح فرمایا۔۲۰۰۳ء میں

آپ کے ہاتھوں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا قیام عمل میں آیا۔ملک وبیرون ملک بہت سی تحریکات وتنظیمات مدارس کی سرپرستی فرمائی۔اور بہت سی مساجد ومدارس کی بنیاد ڈالی۔

تبلیغی دورے:

بچپن میں حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ جلسوں،کانفرنسوں میں شرکت فرمائی اور بعدہ خود مصروف تبلیغ ہوگئے۔ہند وبیرون ہند بچپن سے وصال سے کچھ ایام قبل تک لاکھوں دورے فرمائے۔ فقہی سیمناروں میں بھی خوب شرکت فرمائی۔البتہ دنیاوی سیاسی جلسوں سے بالکلیہ اجتناب فرمایا۔خالص مذہبی ومسلکی، مشربی وفقہی جلسوں،کانفرنسوں،عرسوں اور سیمناروں ہی میں شریک ہوئے۔

تصلب فی الدین:

دور حاضر میں دینی تصلب میں آپ کی کوئی مثال نہیں ملتی۔اس دور فتن میں جہاں فتوی پر عمل کرنا مشکل امر ہے وہاں تقوی پر عامل ہونا یقیناً بڑی کرامت ہے۔آپ تصلب فی الدین میں اپنے آباواجداد کے مظہر اتم تھے۔فوٹو گرافی سے سخت متنفر اور بیزار تھے۔اگر کہیں کسی جلسہ میں کسی نے چھپ کر تصویر لے لی اور اخبار میں شائع کرادی تو دوسرے دن شائع کنندہ حضرات کا معافی نامہ بھی شائع ہوتا تھا۔محتاط اس قدر کہ جس کے بارے میں سن بھی لیا کہ بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے اس سے قطع تعلق کرلیا۔بڑی بڑی تنظیموں،کی سرپرستی صرف اس لیے ٹھکرادی کہ وہاں مسلکی تشخص مجروح ہوتا محسوس ہوتا تھا۔صرف وہابیت ونجدیت کے ہی نہیں بلکہ صلح کلیت کے بھی سخت خلاف تھے بلکہ اکثر تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ اس دور میں سب سے بڑا فتنہ صلح کلیت ہے۔دینی مسائل میں ذرا سی بے احتیاطی بھی پسند نہیں تھی۔مذہب ومسلک کے معاملہ میں کسی سے کسی طرح کا کوئی سمجھوتہ

روا نہیں رکھتے تھے۔اپنا ہو یا بیگانہ عالم ہو یا عامی مسلکی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔الحاصل تصلب فی الدین میں اپنی مثال آپ تھے۔

خصائص:

اللہ پاک کی عطاکردہ بہت سی خصوصیات کے حامل تھے۔اخلاق نبوی کے مظہر، خلوص کے پیکر، ملنسار، منکسر المزاج، ریاکاری اور نام ونمود سے بیزار، غربا پروری ، اصاغر نوازی اور خدمت خلق میں اسلاف کا نمونہ کامل، اہل سنت کے لیے رحماء بینھم اور کفار کے لیے اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر، جلال ایسا کہ کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے جمال ایسا کہ آنکھیں جھکنے کا نام نہ لیں ۔ چہرہ ایسا نورانی و دیدہ زیب کہ جو دیکھے دیکھتا ہی رہ جائے۔ تبسم ریزی پر غمزدوں کے دکھ ، درد اور غم دور ہوتے نظر آئیں تو اشک ریزی ایسی کہ دیوانوں کے کلیجے باہر نکلنے کو تیار ہوں۔بول میٹھے، اور اس قدر کہ جو سنے بارگاہ سے چپک ہی جائے۔ انداز تکلم اعتدال اور سنجیدگی سے مزین۔پاکبازی و پارسائی ایسی کہ زمانہ مثال دے۔

مضمون نگاری:

ابتدائی دور میں آپ نے خوب مضمون نگاری فرمائی۔ہندوستان کے مشہور رسائل و جرائد میں آپ کے بیش قیمتی مضامین و مقالات شائع ہوتے تھے۔اگر وہ سب یکجا کئے جائیں تو کئی ضخیم مجلد تیار ہو جائیں۔

۱۹۸۳ء میں خود ایک ماہنامہ بنام سنی دنیا کا اجرا فرمایا جس میں مستقل طور پر باب الاستفتا کی ذمہ داری خود قبول فرمائی۔ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں آپ کے مضامین کے علاوہ فتاوی بھی شائع ہوتے تھے۔

تصنیفات وتالیفات:

ساٹھ سے زیادہ اردواور عربی کتابیں تحریر فرمائیں۔جن میں کچھ خالص علمی اور پیچیدہ بحثوں پر مشتمل ہیں ۔جدید مسائل پر آپ نے تحقیقی انداز میں کئی کتابیں تحریر فرمائیں جن سے ارباب علم خوب مستفید ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔آپ کی کتابیں ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی شائع ہوئیں اعلیٰ حضرت کی کئی اردوکتابوں کی تعریب فرمائی۔تبلیغی دوروں ،اور مریدین ومعتقدین سے ملاقات اور دیگر مذہبی و مسلکی اورذاتی مصروفیات کے باوجود اس قدر تحریری کام بلاشبہہ کسی کرامت سے کم نہیں ہے۔

مریدین وخلفا:

ہندو بیرون ہندا کثر ممالک میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں ۔اگر یہ کہاجائے کہ اس وقت اہل سنت میں آپ سے زیادہ کسی کے مرید نہیں پائے جاتے تو غلط نہ ہو گا۔حرمین شریفین مصرویمن،شام،امریکہ،برطانیہ،لندن،پاکستان اور ہندوستان میں کئی سو خلفا آپ کے موجود ہیں۔

شاعرانہ عظمت:شاعری میں بھی کمال حاصل تھا۔اردو عربی فارسی تینوں زبانوں میں شاعری فرمائی۔آپ کی شاعرانہ عظمت ورفعت سے اہل ذوق بخوبی واقف ہیں ۔خواص وعوام میں آپ کی نعتیہ شاعری نے اپنی الگ پہچان چھوڑی ہے۔ آپ کی کئی نعتیں بین الا قوامی سطح پر مشہور ہوئیں ۔ نکہت وندرت،جدت وجاذبیت،اور سلاست آپ کی شاعری کا خاص حصہ ہے۔ردیف و قافیے موزوں ومناسب،بحور کی رعایت،اصناف سخن کا خاص خیال،عشق مصطفی کی چاشنی کا عنصر غالب، جلال وجمال کے رنگ سے ہم آہنگ لیکن پابند شرع شعر وبند۔ الغرض دیگر علوم وفنون کی طرح فن شاعری میں بھی جد کریم سے خاصہ حصہ آپ کو ترکہ میں

ملا ہے۔ حمد و نعت اور مناقب پر مشتمل آپ کی شاعری آپ کے قادرالکلام شاعر ہونے کا بین ثبوت ہے۔

سفر آخرت:

آخر کار مختصر سی زندگی میں بڑے بڑے کارنامہائے نمایاں انجام دے کر، دنیا بھر کے مسلمانوں کو علم و فیضان سے سیر اب فرماکر، علمی وبیش قیمتی کتابوں ،اداروں ،کو ورثہ میں چھوڑ کر، لاکھوں گم گشتہ راہوں کو راہ ہدایت پر چلتا چھوڑ کر، فانی دنیا سے ملک بقا کی طرف اپنے مالک حقیقی کے قرب سے مشرف ہونے،

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دے

کہتے ہوئے

دیدار مصطفیٰ سے آنکھیں منور کرنے ،اختر قادری خلد میں چل دیا گنگناتے ہوئے جنت کی طرف رواں دواں ہو گئے یعنی ۶/ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت شام غروب آفتاب ہوتے ہی عین اذان مغرب کے وقت اذان کا جواب دیتے ہوئے یہ آفتاب شریعت وماہتاب ولایت یہ کہتا ہوا اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا ؎

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

اللہ پاک حضرت کے مرقد مبارک پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے۔ اور ہمیں حضرت کے فیضان سے خوب خوب مستفیض فرمائے۔

[ماہنامہ السواد الاعظم دہلی: بموقع عرس تاج الشریعہ ۱۴۴۰ھ]

تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے

اصولی مباحث

دنیامیں ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنے تعارف میں کسی کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ خود ان کی ذات ان کانام ان کالقب ان کاخطاب ہی ان کی پہچان اوران کامکمل تعارف ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی نادرالوجوداشخاص میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم قاضی القضاۃ فی الہند مقدام العلماء والفقہاء حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضاخان صاحب ازہری دام ظلہ العالی علینا کی ذات بابرکات ہے۔ حضرت کی ذات والادرجات کو جس زاویہ سے دیکھا جائے یکتائے روزگار نظر آتی ہے۔

آپ گوناگوں اوصاف حمیدہ خصائل جلیلہ سے متصف حسن اخلاق، حسن عمل، حسن کردار کے حامل، تقوی، طہارت زہد، ورع علم اور عمل ہر خوبی کے جامع ہیں۔ آپ کی ذات کثیر الجہات ہے۔

میدان علم ہی کو لیں تو یقینا دفتر کا دفتر کم ہے حضرت کے علمی کارناموں کا احاطہ مشکل ہی نہیں ناممکن سامحسوس ہوتا ہے ۔جس موضوع پر قلم اٹھایاسیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ کی تحریر میں جہاں آپ کے جدامجد حضوراعلیٰ حضرت کے قلم کی جولانی اورروانی نظر آتی ہے وہیں جد کریم حضور مفتی اعظم ہند کی قلمی پختگی کارنگ بھی صاف طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

عقائد ہوں یا معمولات، تفسیر ہو یا حدیث منطقی موشگافیاں ہوں یافلسفہ کے ادق مباحث، فقہ و افتاء کی باریکیاں ہوں یامسائل قدیمہ اور جدیدہ کی پیچیدگیاں۔ جس طرف بھی آپ نے رخ کیاحق ادا کر دیا۔ آپ کے علمی وزن کوماپنے کے لئے کوئی میزان نہیں آپ کے علمی قد کوناپنے کے لئے پیمانہ نہیں اور علمی کاوشوں کو گننے کے لئے کوئی عدد نہیں آپ نے جب سے شعور کی

منزل پائی تب سے اب تک اپنے قلم سے جو جواہر پارے عطا کئے ہیں اگر ان کو یکجا کیا جائے تو یقینا ایک مکمل دفتر بن جائے۔

آپ کی علمی حیثیت کا بالاستیعاب اطاطہ تو ایک مشکل امر ہے اس تعلق سے کسی طرح کی خامہ فرسائی کی ہم جرأت نہیں کرسکتے البتہ آپ کے بحر علم سے چند قطرہ پیاس بجھانے کی غرض سے لینا سوء ادب میں شامل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم حضرت کی علمی کاوشوں میں سے تحقیقات جدیدہ کے اصولی مباحث کو اپنی تحریر کا موضوع بنا کر حضرت کے تحریرات سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے جدید تحقیقات کے ضمن میں اب تک بہت کچھ ذخیرہ قوم کو عطا فرمایا ہے ہم آپ کی ان تحقیقات نافعہ انیقہ میں سے چند کو سپرد قرطاس کررہے ہیں۔

ٹی وی اور ویڈیو

سائنسی ایجادات میں ٹی وی اور ویڈیو کو کافی اہمیت حاصل ہے، اسلامی نقطۂ نظر سے اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو اس کا استعمال ناجائز و حرام قرار پاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس سائنسی آلہ کا جب شرعی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو اس کا مکمل تانہ بانہ کھول کے رکھ دیا۔

ٹی وی اور ویڈیو کا ہر زاویہ سے جائزہ لینے کے بعد اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں حرمت کی ضرب کاری فرماتے ہوئے، تحقیق کے جو قطب مینار آپ نے کھڑے کئے، ان کی بلندی کو دیکھنے کے لئے اچھے اچھوں کی ٹوپیاں سروں سے کھسک گئیں ۔آپ نے اس تحقیق جدید میں جو علمی توانائیاں صرف فرمائیں وہ یقینا آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ کی اس جدید تحقیق کے مبحث اصلی یعنی بنیادی بحث پر ہمیں کلام کرنا ہے۔ ٹی وی اور ویڈیو دراصل ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ تصویروں کی نمائش ہوتی ہے۔

ٹی وی اور ویڈیو کے پردہ پر دیکھی جانے والی صورتیں تصویر کے حکم میں ہیں

اور تصویر کا دیکھنا دکھانا ازروئے شرع حرام ہے ۔البتہ چند حضرات نے ٹی وی کے پردہ پر ابھرنے والی صورتوں کو تصویر نہ مان کر عکس مانا ہے اور عکس کے جواز کے سبب ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی تصویروں یا عکاوس کو دیکھنے کی ازروئے شرع اجازت بھی دی ہے۔ تاج الشریعہ کے موقف کے مطابق ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت کی بنیادی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر چلنے والی تصاویر ہیں نا کہ عکاوس۔

آپ نے ان سائنسی آلات کے پردہ پر ابھرنے والی صورتوں کو تصویر ثابت کر کے تصویر کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے۔ اوران صورتوں کے عکاوس نہ ہونے پر زبردست دلائل کا انبار لگایا ہے۔ نیزان دونوں آلات کو لہو ولعب کے زمرے میں رکھتے ہوئے بہت سے دلائل سے اس کے استعمال کو ناجائز ثابت فرما کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہم یہاں آپ کی مکمل بحث سے چار اہم بنیادی بحثیں ذکر کریں گے

(۱) پہلی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی جاندار صورتیں تصویر کے حکم میں داخل ہیں

(۲) ان صورتوں کو عکس نہیں کہا جا سکتا

(۳) تصویر کی حرمت شرعی کا بیان

(۴) ٹی اور ویڈیو آلات لہو ولعب اوران کے استعمال کا حکم

اب بالترتیب چاروں بحثوں سے متعلق آپ کے قلم سے معرض وجود میں آئی اس تفصیلی اور خالص علمی بحث سے چند اقتباسات قلمبند کئے جائے ہیں۔ آپ تصویر کا صحیح مفہوم بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"کسی شکل پر تصویر ذی روح کا اطلاق صحیح ہونے کے لئے بس اتنی سی بات کافی ہے کہ شکل ذوالصورت میں حیات کی حکایت کرے اور دیکھنے والا سمجھے کہ وہ کسی جاندار کی تصویر دیکھ رہا ہے" [ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وشرعی حکم، ص۹۶]

آگے فرماتے ہیں:

تصویر کا یہ معنی بدرجہ اتم ویڈیو اور ٹی وی کے اشکال پر صادق ہے کہ ان اشکال میں ذوالصورۃ کی حیات کی حکایت ہر تصویر سے زیادہ ہے کہ چلتی پھرتی نظر آتی ہیں اور انہیں عکوس کہہ کر حرمت تصاویر کے عموم سے نکالنا درست نہیں کہ یہ تصاویر بداہۃً مصنوعۂ انسان ہیں اور حرمت ان سے ضرور متعلق ہوگی خواہ انہیں کوئی عکس کہے یا تصویر بتائے۔

[مرجع سابق ص،۹۹]

ان صورتوں کو آئینہ کے عکوس پر قیاس کرتے ہوئے عکس کہنے اور انہیں تصویر نہ ماننے پر زبردست ایرادات قائم کرتے ہوئے نیز اپنے مدعا پر دلائل سے بھرپور محققانہ بحث فرماتے ہوئے آپ نے جو تفصیل رقم فرمائی ہے اس کا قدرے حصہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"آئینوں کے عکوس میں فعل انسانی کا دخل نہیں بلکہ اس میں شعاعیں خود مصور ہو جاتی ہیں لہٰذا سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے بلا نکیر منکر آئینہ سازی اور آئینہ دیکھنا آج تک معمول اور رائج ہے اور کوئی نہیں سمجھتا کہ آئینہ کے سامنے کھڑا ہونے والا اپنی تصویر بنا رہا ہے مگر اس پر ٹی وی کو قیاس کرنا۔۔۔ درست نہیں کہ ٹی وی کے عکوس آئینہ کے عکوس کی طرح نہیں نہ خود ٹی وی آئینہ ہے" [مرجع سابق ص ۵۲]

آگے فرماتے ہیں:

ویڈیو میں عکس کی اصل محفوظ کر لی جاتی ہے اور جب چاہو دیکھی جا سکتی ہے اور ٹی وی سے بھی کیمرے کے ذریعہ عکس کو کھینچ کر اسے مختلف اطوار میں منتقل کر کے عکس دکھایا جا سکتا ہے اور جب یہ چیز مشاہدے میں آچکی تو اس سے انکار بھی ممکن نہیں کہ اس میں جعل انسانی دخیل ہے بخلاف عکوس آئینہ کہ ان میں جعل انسانی کو دخیل نہیں بو بعینہ عکس کہنا بھی مشکل

اورآئینہ پر قیاس بھی باطل ....اب ایک ہی سبیل ہے کہ ان عکوس کو آئینہ کے عکوس سے جدا جانیں“[مرجع سابق ص،۵۷]

ٹی وی کے عکس کو آئینہ کے عکس پر قیاس کے باطل ہونے پر آپ نے جو قلم آرائی فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

”اولاً آئینہ میں ریزبے صنع انسان پڑتی ہیں اور کیمرے میں بے صنع انسان نہیں پڑتی۔

ثانیاً آئینہ میں جوریز پڑتی ہیں وہ ذی صورت کے تابع ہوتی ہیں اور کیمرہ جو محفوظ کرتا ہے بھیجتاہے وہ ذی صورت کے تابع نہیں ہوتا۔ٹی وی کے کیمرے میں بہت زیادہ روشنی درکار ہوتی ہے توجب اس میں روشنی کی تاثیر بھی شامل ہوگئی تواب ذی صورت کی شعاع نہ رہی بلکہ اس سے جداگانہ شے بن گئی جن کے بننے میں صنع انسانی کادخل ہے تواسے آئینہ وٹی وی کے عکوس کی اصل قریب بتاناغلط ہے۔

ثالثاًٹی وی کے وہ ریز خود عکس نہیں بنتے بلکہ ٹی وی کے آلات انہیں عکس میں بدلتے ہیں اگروہ آلات نہ ہوں توٹی وی کے شیشہ پر کچھ نظر نہ آئے اورآئینہ میں ذی صورت کی شعاعیں کسی آلہ کی محتاج نہیں ہوتیں جوانہیں عکس میں بدلے۔

رابعاً آئینہ میں جوعکس چمکتاہے اس کارنگ وہی ہوتاہے جوذی صورت کاہوتاہے اورعام ٹی وی میں نیلااوررنگین میں رنگ برنگا نظر آتاہے۔

خامساً آئینہ میں ساکن کاعکس ساکن ہی نظر آتاہے اورٹی وی میں لرزہ براندام۔

سادساً آئینہ میں آپ خودکودیکھتے ہیں اورٹی وی کے شیشہ پر آپ خودکونہیں دیکھ سکتے۔

[مرجع سابق ص،۵۹،۶۰]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل سے آپ نے ٹی وی کے عکوس کا آئینہ کے عکوس پر قیاس کوغلط وباطل قرار دیاہے۔مشتے نمونہ ازخروارے ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

بالجملہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ٹی وی اور ویڈیو میں نظر آنے والی صورتیں تصویر ہی ہیں تو پھر ان پر شرعی احکام کیا جاری ہوں گے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

"جاندار کی تصویر کے متعلق چند کلمات یہاں تحریر ہوتے ہیں جن سے بعونہ تعالیٰ جاندار کی تصویر کا حکم شرعی معلوم ہو گا اور ان شاء اللہ الکریم یہ بھی روشن ہو گا کہ ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر جاندار دائرہ حرمت میں داخل ہیں اور یہ کہ انہیں عکوس آئینہ پر قیاس کرنا باطل ہے بلکہ انہیں عکس کہنا ہی صحیح نہیں۔" [مرجع سابق ص،۹۵]

مزید آپ تصویر کی حرمت پر رد المحتار اور طحطاوی علی الدر کے حوالے سے فرماتے ہیں

وھٰذا لفظ ردالمحتار مافعل التصویرفھوغیرجائزمطلقالانہ مضاھاۃ لخلق اللہ کمامراہ

اسی میں ہے "ظاھرکلام النوی الاجماع علی تحریم تصویرالحیوان وقال سواء صنعہ لمایمتھن اولغیرہ فصنعہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ وسواء کان فی ثواب اوبساط اودرھم اواناء اوحائط وغیرھا۔ اھ

یعنی جاندار کی تصویر بنانا مطلقا حرام ہے اس لئے کہ وہ خلق الٰہی کی مشابہت ہے جیسا کہ گزرا اور امام نووی کے کلام سے ظاہر مفاد یہ ہے کہ ہو جاندار کی تصویر سازی کی حرمت پر اجماع ہے انہوں نے فرمایا کہ ذی روح کی تصویر مطلقا حرام ہے خواہ اسے اہانت کے لئے بنائے یا کسی اور مقصد کے لئے بنائے لہٰذا جاندار کی تصویر بنانا بہر حال حرام ہے اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعل خلق کی مشابہت ہے۔ اور تصویر کپڑے میں ہو یا بساط میں درہم میں یا برتن یا دیوار وغیرہ میں ہو اسے بنانے کی حرمت کا حکم سب میں یکساں ہے۔

[مرجع سابق ص،۹۵،۹۶]

آخر میں آپ ٹی وی میں جاندار کی تصویر نہ ہونے کی صورت میں استعمال کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لہذا قطع نظر اس کے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں یہی ایک وجہ کہ ٹی وی کا استعمال لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے اس کے ناجائز ہونے کے لئے وجہ کافی ہے۔ اور علماء کرام کا یہ داب مستمر ہے کہ غلبہ فساد ولہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں۔[مرجع سابق ص، ۱۲۲]

بعد ازاں اپنے موقف پر آپ نے در مختار، ردالمحتار، حاشیہ طحطاوی علی الدر۔ فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ حنفی کی کتب معتبرہ کے جزئیات سے استدلال کیا۔ اور درج ذیل نتیجہ نکالتے ہوئے فرمایا

”یہ چند عبارات پیش ہیں جن میں غلبۂ فساد ولہو ولعب کی وجہ سے حکم حرمت دیا اور مطلقاً ممانعت فرمائی۔.... پھر جزئیہ اخیرہ کا مصداق ٹی وی بدرجہ اتم ہے ۔اس کا آلہ لہو ولعب ہونا ایسا نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو بلاشبہ وہ لہو ولعب کے لئے اکثر و بیشتر مستعمل ہوتا ہے۔ لہذا قطع نظر اس سے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی ایجاد کسی مقصد معقول کے لئے ہوئی یا نہیں جب اس کا استعمال لہو ولعب کے لئے غالب بلکہ اغلب ہے تو اس کے استعمال سے شرعاً ضرور ممانعت ہوگی اور اس کا استعمال دینی امور مثلاً تلاوت ووعظ نعت ومنقبت وغیرہ کے حیلہ سے بھی جائز نہ ہوگا کہ دین امور کو تماشہ بنانا جائز نہیں۔

[مرجع سابق ص، ۱۲۳، ۱۲۴]

مشابہ بالدف پڑھی جانے والی نعتوں کا حکم

ماضی قریب میں نعت خواں حضرات نے نعت خوانی کا ایک نیا انداز ایجاد کیا جس میں دف وغیرہ مزامیر کا استعمال تو نہیں ہوتا البتہ اس کے سننے والا اس پر یقین بھی نہیں کر پاتا کہ یہ نعتیں دف وغیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی گئی ہیں ۔ایسا کیسے ہوتا ہے خود تاج الشریعہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

”آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص

آواز جو مشابہ دف ہے صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ مائک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کرکے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی بلکہ بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکار ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ادا نہیں ہوتا اس پر یہ مستزاد ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بتکلف ایسی آوازیں جو مشابہ سازو مماثل دف ہو نکالتے ہیں" [فتاوی نورانی ص ۱۲]

تاج الشریعہ نے اس مسئلہ کا باریکی سے جائزہ لیتے ہوئے اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں جو حکم شرعی منطبق فرمایا ہے وہ ہم آخر بحث میں بیان کریں گے البتہ پہلے ہم یہاں اس جدید تحقیق کی بنیادی بحث پر گفتگو کریں گے۔ مذکورہ بالا مخصوص ذکر دف وغیرہ مزامیر سے خالی ہے مگر دف وغیرہ سے مشابہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب یہ مروجہ طریقہ بھی دف وغیرہ مزامیر کے حکم میں آجاتا ہے۔ اور اس پر وہی حکم منطبق ہوتا ہے جو دف اور مزامیر کا ہے۔

بالجملہ اس مسئلہ کی بنیادی بحث ذکر کا مشابہ بالدف ہونا ہے۔

اب دف اور مشابہ بالدف میں کیا فرق ہے اور ان دونوں کا حکم یکساں ہے یا کوئی فرق ہے اس کے ممنوع وناجائز ہونے کی کیا صورت ہے۔ اس کی تفصیلی بحث تاج الشریعہ کے قلم سے منصہ شہود پر آئی تو یقیناً ساری صورتیں بے غبار ہوگئیں اور مسئلہ بالکل صاف وشفاف ہوگیا۔ فرماتے ہیں:

"دف آلات لہو ولعب میں سے ہے جس کا استعمال اغلب احوال میں لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے لہٰذا دف کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں۔ دف بغیر جلاجل کی اباحت بعض

احادیث سے مثلاً ’’اعلنوا ھٰذا النکاح واضربوا علیہ بالدفوف‘‘ وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے لیکن اصول فقہ کا قاعدہ کہ اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام بنابریں ترجیح جانب حرمت کو ہے جس کی موید سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ مثلاً ’’امرت بمحق المعارف بعثنی ربی عزوجل بمحق المعارف‘‘ وغیرھما ہیں قطع نظر اس کے حدیث مذکور اعلنوا ھٰذا النکاح میں اجازت استعمال دف کی بغرض اعلان مفہوم ہوتی ہے یہی لیا جائے کہ بعض احوال میں ملاہی کی اجازت ہے مگر اس زمانے میں جبکہ لوگ تصحیح نیت سے قاصر اور احکام شرع سے غافل لہو ولعب میں منہمک ہیں سبیل اطلاق منع ہیں۔

کما افادہ الامام ذی الھمام الشیخ احمد رضا قدس سرہ فی رسالۃ المبارکۃ ھادی الناس فی رسوم الاعراس قال فی الدر المختار بعد حکایۃ عن امامنا ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلت المسئلۃ علی ان الملاھی کلھا حرام۔

یہ تو دف وغیرہ آلات لہو کے بارے میں تھا جو آوازان آلات لہو کے مشابہ کسی طرح پیدا کی جائے ان کا بھی وہی حکم ہے جو ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازوں کا ہے۔

اس کی نظیر گراموفون وغیرہ آلات سے نکلنے والی ان آوازوں کا حکم ہے جو قطعاً ان آلات لہو سے نکلنے والی آواز تو نہیں لیکن بلاشبہہ یہ آوازیں ان آلات لہو کے آوازوں کی کاپیاں ہیں۔

لہٰذا گراموفون وغیرہ میں ان ملاہی کی آوازیں بھرنا اور انہیں سننا اسی طرح حرام ہے جس طرح ان ملاہی کا استعمال سننے سنانے کے لئے حرام ہے۔‘‘[مرجع سابق ص ۲۲،۲۳]

مزید فرماتے ہیں:

سیٹی ایک مخصوص آواز نکالنے کا آلہ ہے اس جیسی آواز اگر منہ سے نکالی جائے تو یہ یالعموم طریقہ فساق ہے، اور ناجائز ہے۔‘‘[مرجع سابق ص، ۲۳]

الحاصل مذکورہ بالا بحث سے یہ صاف ہو گیا کہ ذکر مشابہ بالدف ذکر مع الدف کے حکم میں ہے

تواس پر وہی حکم منطبق ہو گا جو دف وغیرہ کا ہے،لہذااس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”لہٰذاان مندرجہ بالاامور سے روشن ہے کہ دف جیسی آواز نکالنااگرچہ بغیراستعمال دف ہوناجائزہے اوراگر یہ قصداًہے تو یہ تلہی ہے جو مطلقاً حرام ہے۔اوراگرایسی آواز منہ سے بلاقصد نکلتی ہے تو وہ صورۃ لہو کے مشابہ ہے لہٰذااس سے بھی گریز چاہئے خصوصاًذکرونعت میں اس بات کالحاظ ضروری ہے کہ قصد لہواور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیاجائے۔دف کے استعمال کی رخصت نظر بہ بعض احادیث سے اگر ثابت بھی ہے توان اشعار میں جن کاتعلق ذکرونعت سے نہیں اس لئے حدیث میں آتاہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہے حضور کی خدمت میں جب ایک گانے والی نے دف بجایااور منجملہ اشعار کے یہ مصرعہ پڑھا ع

وفینانبی یعلم مافی غد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”دعی ھٰذہ وقولی بالذی ماکنت تقولین“ یہ رہنے دواور جو پڑھ رہی تھی وہی پڑھتی رہو کہ صورت لہو پر نعت شریف شایان شان نہ تھااب حکم مسئلہ صاف ہوگیا اوروہ یہ کہ ایسی آوازجو دف وغیرہ کے مشابہ ہو منہ سے نکالناجائز نہیں کہ طریقۂ فساق ہے اور ذکروغیرہ میں اشدناجائزہے۔“

[مرجع سابق ص،۲۳،۲۴]

چلتی ٹرین میں نماز

آپ کی جدید تحقیقات میں سے چلتی ٹرین میں نمازوں کی ادائیگی ایک معرکۃ الآرا تحقیق ہے۔ اس تحقیق کی بنیادی واصولی بحث یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز کی ادائیگی منع من جہۃ العباد کے

سبب درست نہیں اوراسے عذر سماوی پر محمول کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں تحقیقات کے جو جوہر دکھائے ہیں یقیناوہ آپ کے فقید المثال فقیہ اور بے مثال محقق ہونے پر دال ہیں۔ آپ کی اس تحقیق میں جہاں عقلی دلائل کی بہتات ہے وہیں دلائل شرعیہ کی فراوانی بھی ہے۔ مسئلہ کے ہر پہلو پر گفتگو،عبارات اکابر سے تحقیق کی تزئین مفہوم مخالف کے دلائل کی مہذب اور معقول تردید اوردلائل وشواہد سے اپنے موقف کی تائید یہی خوبیاں آپ کی تحقیق کو چار چاند لگاتی ہیں اور فریق مخالف کو خاموش کر دیا کرتی ہیں آپ کی اس تحقیق کا محور خاص کر مفہوم مخالف کا تجزیہ و تنقیح کر کے اپنے موقف کو ثابت کرنا ہے۔ مفہوم مخالف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز عذر سماوی کے سبب درست ہے اورآپ کا موقف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز منع من جہۃ العباد کے سبب صحیح نہیں اوراس میں عذر سماوی کو دخل نہیں ۔ہم یہاں اس بحث کے چند اہم اور بنیادی اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ تفصیل کے لئے مستقل تصنیف ملاحظہ کی جائے۔

آپ اپنے موقف کی تائید اور مفہوم مخالف کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئے ٹرین نہیں روکتے تھے۔۔۔یہی صورت آج بھی موجود ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے قانون اسی اختیار سے بنے ہیں نماز کے لئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے منع من جہۃ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا؟

کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہۃ العباد ہو عذر مکتسب نہ ٹھہرے گا بلکہ عذر سماوی ہو جائے گا۔“[چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم، ص ۲۰]

آگے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جہۃ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے“

[مرجع سابق، ص ۲۱]

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کو فریق مخالف نے مفہوم مخالف کا مستدل ٹھہرا کر اپنے موقف کو ثابت کرنے کی جو سعی کی ہے تاج الشریعہ اس کا تفصیلی تجزیہ اور زبردست تعاقب فرمایا نیز اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا عبارت کے ایک جز ”نماز کے لئے نہیں روکی جاتی“ پر مفہوم مخالف کی اساس کمزور قرار دیتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں۔

”اب منع عام ہو یا خاص قضیہ مطلقہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی صادق ہے یا نہیں اگر صادق ہے اور ضرور صادق ہے تو یہ ضرور منع من جہۃ العباد ہے اور ضرور اسی سے ناشی ہے اور جب اسی عبارت کا یہ مفہوم بہر حال صادق ہے اور یہی اس کا مفہوم موافق ہے تو اگر خیالی مفہوم مخالف مان بھی لیا جائے تو خیالی مفہوم مخالف سے اس پر کیا اثر؟ اور موافق کے ہوتے مخالف کے پیچھے دوڑنا کس نے ٹھہرایا اور یہ کہاں سے نکلا کہ منع من جہۃ العباد اسی وقت ہو گا جب کہ منع خاص چند افراد کے حق میں ہو اور اگر قانون عام ممانعت کرے تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا بلکہ منع سماوی ہو جائے گا کیا بندوں کا قانون قانون الٰہی ہو جائے گا؟“

[مرجع سابق، ص ۲۳]

مفہوم مخالف کو فتاوی رضویہ سے مستنبط کہے جانے پر درج ذیل تعاقب بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

”فتاوی رضویہ کی صریح عبارت جو مطلقاً یہ بتا رہی ہے کہ چلتی ٹرین پر فرض و واجب ادا نہیں

ہوسکتے اس کے بر خلاف یہ ہیڈنگ لگانا کہ ”چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازیں جائز و صحیح ہیں، یہ خود فتاوی رضویہ سے ثابت ہے“ فتاوی رضویہ کی طرف کیاایسی بات کی نسبت کرنا نہیں جواس میں موجود نہیں ،پھراس سے بڑھ کر یہ دعوی کہ ”یہ خوداعلیٰ حضرت امام احمد رضاقدس سرہ کی تصریحات بالاسے واضح ہے“کیااس غلط نسبت پر اصرار مکرر نہیں ؟کیایہ صریح فتاوی رضویہ س انحراف نہیں ؟پھرکیسے کہتے ہیں کہ یہ حکم نہ کسی طرح فتاوی رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے انحراف ہے نہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متور،کیسے ماناجائے کہ یہاں خرق اجماع مسلمین نہیں حالاں کہ منع من جہۃ العبد کے ہوتے اتحادواستقرار مکان کی اجماعی شرطیں یکسر اٹھادیں ۔مفہوم مخالف کاسہارالے کر منع من جہۃ العبد کے وہ خیالی معنی گڑھے اوراس طرح اس معنی کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کردی۔پھروہی سوال ہے کہ کیااس معنی پر آپ کاکوئی سلف ہے ؟ہے توبتایئے نہیں توکیابچندوجوہ یہ خرق اجماع مسلمین نہیں ،پھراسے کیوں فتاوی رضویہ سے ثابت بتایاجاتاہے۔“[مرجع سابق،ص۲۵،۲۴]

مفہوم مخالف کی تائید میں یہ کہے جانے پر کہ

”کتب فقہ میں یہ صراحت ہے کہ جن اعذار کی وجہ سے تیمم جائزہے ان کی وجہ سے چلتی سواری پر نماز بھی جائزہے تواتر کر نماز پڑھنے میں اگرمال جانے یاٹرین چلی جانے کااندیشہ ہوتو بھی چلتی ٹرین پر نماز جائزہے اوراعادہ نہیں قافلہ چھوٹ جانے یانگاہ سے غائب ہوجانے کے باعث نمازی کوجوپریشانی ہوتی وہ مال جانے اورٹرین چھوٹنے میں بھی ہے اس لئے یہاں بھی جوازبلااعادہ کاحکم ہے یہ خوداعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصریحات بالاسے واضح ہے“[مرجع سابق،ص۲۶]

زبردست ریمارکس کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”چلتی ریل گاڑی جو مسلسل کئی گھنٹہ چلتی ہے اس میں ریل سے اترنے کی نوبت کب آئے گی؟ اور جب یہ نوبت نہ آئے گی تو مال گنوانے یا جان جانے کا خوف کیوں کر متحقق ہو گا؟ پھر جب بشری ضروریات اب ریل میں مہیا ہیں تو پانی وغیرہ کے لئے اترنے کی ضرورت ہی کب ہو گی اور جب ریل میں وہ صورت درپیش نہیں جو صورت قافلہ میں ہوتی تھی تو ریل قطعاً قافلے سے جدا ہے قافلے سے اس کا الحاق کیا معنی؟ یہ الحاق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت وغیرہ اکابر اہل سنت کو نظر نہ آیا.....بہر حال یہ قیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر یہ رخصت بشرط استمرار خوف خاص تیمم کے لئے ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر خوف از اول تا آخر مستمر ہو تو نمازی کو رخصت ہے کہ تیمم کر کے کھڑی ہوئی سواری پر نماز پڑھ لے نماز صحیح ہو جائے گی۔جب کہ سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو، دابہ پر یوں ہی اس گاڑی پر جس کا اگلا حصہ دابہ پر رکھا ہو نماز نہ ہو گی جب کہ اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہو یعنی اس سے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو دابہ اگر چل رہا ہے تو اس پر نماز فرض بے تحقق عذر، صحیح نہیں لہٰذا اگر اس کو ٹھہرانا ممکن ہو اور زمین پر نماز پڑھنا متیسر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اسے ٹھہرا کر نماز پڑھے۔

یہ حکم اس نمازی کے حق میں کیوں کر منسحب ہو گا جس کی سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو اور اس سواری کو روکنا ممکن ہو بایں طور کہ اسے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو، ریل کا روکنا بندوں کے اختیار میں ہے تو رکی ہوئی ریل پر نماز پڑھنا اس اعتبار سے ممکن ہے اس سے مانع وہ خوف نہیں جو بندے کے دل میں اللہ نے براہ راست ڈالا بلکہ وہ خوف ہے جو اس کے دل میں بندے کی وعید سے پیدا ہوا، دونوں خوفوں میں فرق ہے ایک عذر سماوی ہے مانع من جانب اللہ ہے دوسرا عذر مکتسب ہے بالفاظ دیگر مانع من جہۃ العبد ہے۔دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں پھر مختلف کو مختلف پر قیاس کرنا کیا معنی؟[مرجع سابق، ص۲۷]

اعلیٰ حضرت کی طرف سے نماز کی ادائیگی میں سبب منع من جہۃ العبد کی قید کو آزادی ہند سے قبل خود مختار کمپنیوں سے مقید کر دینے پر تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

"بھارتیہ قانون ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہے جس طرح یہ کمپنیاں ریلوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہوتی تھیں اور جس طرح ان کمپنیوں نے انگریزوں کے دور میں ان کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکنے کی رعایت رکھی تھی اور مسلمانوں کی نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی تھی اسی طرح بھارتیہ قانون نے کچھ مقامات (اسٹیشنوں) کا لحاظ کیا کہ وہاں ٹرین روکی جاتی ہے اور مسلمانوں کو نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی اس لئے نمازی اس پر مجبور ہیں کہ یا تو ٹرین رکنے پر فرض وواجب ادا کریں یا چلتی ٹرین پر پڑھیں چلتی ٹرین پر استقرار کی شرط مفقود ہوتی ہے اور اس سے مانع یہ بھارتیہ قانون ہے جس نے اپنے نظام میں مسلمانوں کی رعایت نہ رکھی اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے منع من جہۃ العباد قرار دے کر حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ کا حکم دیا۔ کیا یہاں یہ بات متحقق نہیں کہ یہ لوگ ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہیں جس طرح یہ کمپنیاں خود مختار ہوتی تھیں خود مختار ہیں اور ضرور ہیں۔ تو کیا مدار کار خود مختار ہونے پر نہیں کیا کمپنیاں خود مختار ہوں (اگرچہ یہ صورت خلاف واقع ہے وہ ضرور انگریزی قانون کے تابع تھیں) تو منع من جہۃ العبد ہو گا اور حکومت نظام اپنے ہاتھ میں لے لے تو منع سماوی ہو جائے گا۔ جب مدار کار خود مختار ہونے پر ہے.... تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہے کہ

"یہ صورت حال زمانۂ اعلیٰ حضرت کی حال سے مختلف ہے اس لئے آج حکم بھی مختلف ہو گا"

کیوں مختلف ہو گا؟ حالاں کہ مدار ایک ہے اور علت متحد ہے وہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہوا اور یہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہے تو خاص وعام تفرقہ چہ معنی دارد؟

[مرجع سابق، ص ۲۹،۳۰]

آخر میں تحقیق کا لب لباب اور چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”فرض اورواجب حقیقی یا حکمی کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے زمین یا تابع زمین پر استقرار اوراتحاد مکان (تمام ارکان کی ایک جگہ ادائیگی) شرط ہے مگر جب کوئی مانع درپیش ہو تو حکم بدل جاتا ہے۔ اگر یہ مانع عذر سماوی ہے تو دونوں شرطوں کے فقدان کے باوجود فرض وواجب کی ادائیگی صحیح ہوگی اور بعد میں اس نماز کا اعادہ بھی نہیں۔ لیکن مانع اگر ایسا ہے جو کسی بندے کی جانب سے ہے اور وہ براہ راست یا بطور سبب قریب صحیح طریقے پر ادائے نماز سے روک رہا ہے تو حکم یہ ہے کہ بحالت مانع جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے چلتی ٹرین میں استقرار علی الارض کی شرط مفقود ہے ہاں اگر ٹرین رکی ہوئی ہو تو وہ تخت کی طرح زمین پر مستقر ہے اس پر نماز صحیح ہے۔“

[مرجع سابق، ص ۴۰،۳۹]

ٹائی کا تحقیقی بیان

دور حاضر میں ٹائی پہننا عام طور پر رائج ہوتا جارہا ہے کمپنی ہو یا اسکول ملازمین سے لے کر اسکول میں پڑھنے والے بچوں تک سبھی پر اس کی پابندی لازم قرار دی جارہی ہے۔ اغیار کا ٹائی استعمال کرنا نہ کرنا ہماری بحث میں شامل نہیں البتہ ٹائی کی حقیقت جانے بغیر اہل اسلام کا کثرت سے ٹائی استعمال کرنا محل فکر اور باعث تشویش ضرور ہے۔ تاج الشریعہ سے جب اس کی حقیقت اور اس کے حکم شرعی کی بابت استفتاء کیا گیا تو آپ نے ٹائی کی حقیقت وماہیت پر ایسی زبردست تحقیق فرمائی کہ پھر کسی کو مجال دم زدن نہ رہا اور پھر دلائل شرعیہ عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں اس پر حرمت شرعی کا جو حکم شرعی منطبق فرمایا اس سے مسئلہ کی توضیح بھی ہوگئی اور ٹائی پہننے والوں کے لئے تنبیہ بھی۔

آپ کی اس مکمل اور مفصل تحقیق انیق کا بنیادی اور اصولی زاویہ بحث ٹائی کا مذہب عیسائیت کا مذہبی شعار ہونا اور شریعت مصطفی کے مطابق اہل اسلام کے لئے دوسرے کسی بھی مذہب کے شعار کا لائق استعمال نہ ہونا ہے۔ آئیں اس بحث کے اسی بنیادی نکتہ پر تاج الشریعہ کی تحقیق کے جلوے ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

"عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکایا لہٰذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس کہتے ہیں اور گلے میں ٹائی باندھتے ہیں۔

حضرت اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا کا مشاہدہ تھا کہ کسی کو ٹائی پہنے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی اتروا دیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے۔" [ٹائی کا مسئلہ، ص ۱۰]

اور پھر آگے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ٹائی کو عیسائیوں کے شعار کہنے جانے پر تائیدی گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہم بعونہ تعالیٰ اس فتوی مبارکہ کی تائید میں بنائے کار اس امر پر رکھیں جو سب کے نزدیک مسلم ہے، اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم و غیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں۔ اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی، بھی کراس کا مصداق ہے۔" [مرجع سابق ص ۱۱]

اور اس بات کی تائید میں آپ نے انگریزی کی متداول لغت practical advanced twentieth century dictonary سے cross کے معانی اور اس کی ساخت وغیرہ بیان فرمائی نیز عیسائیوں کے نزدیک اس

کا محافظ بلایااور باعث برکت ہوناثابت کیا۔اور فرمایا

”مذکورہ بالا کی روشنی میں مروجہ ٹائی کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہو گا کہ یہ پھانسی کے تختہ کے مشابہ ہے خصوصاسیدھی چوڑی پٹی والی ٹائی تواس تختہ دار سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کے نزدیک یقیناوہ بھی مقدس و محترم ہے نہ یہ کہ صرف وہ پورے کراس کانشان ہی مقدس ٹھہرے۔

اور مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ صلیب کانشان بنانا اگرچہ ہاتھوں کے اشارہ سے ہوا ہی میں سہی باعث برکت وحفاظت جانتے ہیں تو صلیب یاجزء صلیب کی نشانی کو اپنے گلے میں ڈالنا کیوں نہ باعث برکت جانیں گے۔ضرور وہ اس عقیدہ کے مطابق برکت کا باعث ہے اور یہ ٹائی ہے جسے عیسائی گلے میں باندھتے ہیں۔“

[مرجع سابق ص ۱۲،۱۱]

اور پھر تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

”بالجملہ ٹائی کامکمل کراس مع شے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کاپھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (bowti) کو قیاس کرلیجئے اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے (یہاں اس کی ساخت کانقشہ دیاگیا) اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کامذہبی نشان ہے تو ٹائی کو کراس مانو یا شبیہ کراس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کامذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کامذہبی شعار ہو وہ ہر گز روانہ ہو گی۔اگرچہ معاذاللہ کیسی ہی عام ہو جائے۔“[مرجع سابق ص ۱۲]

مزید فرماتے ہیں:

”اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضرور یہ ان کامذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے

حرام اور باعث عار و نار ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں مل سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں"[مرجع سابق ص۱۳،۱۲]

ٹائی کے عیسائی مذہب کا شعار ہونے پر مزید کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ٹائی شعار نصاری ہونے پر بذات خود شاہد عدل ہے تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ و نادر کا انکار اصلا مضر نہیں تاہم اس پر مومن و کافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرانیت کا شعار ہے۔ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ ڈربن (افریقہ)میں ایک نو مسلم (سابق عیسائی) نے بتایا کہ ٹائی کو چرچ کی عزت کا لباس تصور کیا جاتا ہے جس سے اس کی مذہبی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز ایک پاکستانی عالم سے ایک پادری نے کہا کہ "ٹائی باندھنے سے ان کے بطور ثواب بڑھ جاتا ہے۔"

[مرجع سابق ص۱۴،۱۳]

مزید براں ٹائی سے متعلق حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کی فتاوی سے قرآنی آیات احادیث منیرہ اور فقہی جزئیات سے مزین بہت سے اہم شواہد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شعار کفر معاذ اللہ کتنا ہی عام ہو جائے وہ شعار ہی رہے گا اور اس کا حکم کبھی نہ بدلے گا۔[مرجع سابق ص۲۰]

اور پھر ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض اذہان میں یہ خلجان ہے کہ شعار کفر اگر عام ہو جائے تو وہ شعار نہ رہے گا، جیسے شعار قومی مسلمانوں میں عام ہونے کی صورت میں کسی مخصوص قوم کا شعار نہیں رہے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا فرمان واجب الاذعان بدیہی ہے اور چنداں استدلال کا محتاج نہیں اور اس کے مقابل بعض اذہان کا خلجان بین البطلان ہے۔ظاہر ہے کہ

کفار کا شعار مذہبی وہ علامت خاصہ مشتہرہ ہے جس کو ہر خاص وعام ان کے مذہب کا خاص نشان سمجھتا ہے جس کو اپنانا خواہی مخواہی اس بات پر دلیل ہوتا ہے کہ اپنانے والے نے کفار کا مذہب اختیار کر لیا اسی لحاظ سے اس کے مرتکب پر حکم کفر لگتا ہے اگرچہ اس کے علاوہ کوئی بات منافی اسلام اس سے سرزد نہ ہولا محالہ کفار کا شعار مذہبی کفر ہے اور کفر بہر حال کفر ہی رہے گا۔خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی حال میں کہیں بھی پایا جائے وہ اصلاً قابل تغیر نہیں ہے۔[مرجع سابق ص ۲۰]

آپ اس پر مزید گفتگو فرمانے کے بعد شبہ مخالف کی دلیل کی تضعیف وتردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا

"کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ الابیعۃ فیھا تماثیل یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما" گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس گرجا میں نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمے ہوتے۔

اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار ورغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے۔حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنیسہ میں جانا با اختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا۔عینی میں اس حدیث کے تحت ہے:

"وزاد فیہ فان کان فیھا تماثیل خرج فصلی فی المطر انتھی ملتقطا۔"

یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے ......اسی لئے حضرت امام عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فعل ابن عباس و قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں رفع معارضہ کے لئے فرمایا:

''وتقریرالجواب ان ماکان فی ذاك الباب بغیرالاختیا روماقی هٰذالباب كقول عمررضی الله تعالیٰ عنه انالاندخل كنائسكم یعنی بالاختیا رو والاستحسان دون ضرورة تدعوالی ذالك،

یعنی جواب تقریر یہ ہے کہ جو اس باب میں ہے وہ بغیر اختیار ہے اور جو اس باب میں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے یعنی بالاختیار اچھا جانتے ہوئے مگر یہ کہ جب ضرورت اس کی طرف داعی ہو۔''

اور بحالت اضطرار ناپسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برصا ور غبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت باجماع مسلمین کفر ہے۔''[مرجع سابق ص۲۲،۲۱]

الحاصل: بہت سے دلائل وشواہد سے اپنی تحقیق کو مزین فرمانے کے بعد بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ٹائی کی حیثیت ضرور مذہبی ہے جسے ہر خاص وعام جانتا ہے اور ہم نے اس پر اپنے فتوی میں شواہد جمع کئے .... لہٰذا ٹائی باندھنا ضرور فعل کفر ہے مگر عوام اسے ایک وضع جانتے ہیں لہٰذا عوام کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں جب کہ ثابت ہو کہ دانستہ موافقت اور استحسان کے طور پر ٹائی باندھنے کا ارتکاب کیا اور یہ معاملہ قلب سے تعلق رکھتا ہے جس پر حکم لگانا روا نہیں البتہ اس کے حرام ہونے میں کسی عاقل منصف کو شبہ نہیں ہوسکتا۔۔۔۔ بہرحال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بدکام بد انجام ہے اور باندھنے والے پر عند الفقہا حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی بفرص غلط ٹائی کو شعار نہ مانیں تو بھی حکم حرمت قائم ہے کہ شرعاً امتیاز مسلمین مطوب ہے۔''[مرجع سابق، ص۲۷،۲۴]

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت

سائنسی نت نئی ایجادات نے جہاں ہمیں آسانیاں فراہم کی ہیں وہیں بہت سے پیچدہ مسائل بھی پیدا کئے ہیں۔ سائنسی ایجادات میں خاص کر موبائل نیٹ فیکس وغیرہ نے عوام الناس کو سہولتیں دیں تو اہل علم حضرات کو بہت سی دشواریوں میں ڈالا۔ موبائل وغیرہ جدید ذرائع ابلاغ سے وابستہ یوں تو بہت سے مسائل ہیں مگر ان مسائل میں ایک سلگتا ہوا مسئلہ ان سے رویت ہلال کے ثبوت کا ہے۔ بعض اہل علم حضرات کے نزدیک موبائل نیٹ فیکس وغیرہ کی خبر ''خبر مستفیض'' کے حکم میں ہے اور ایسی صورت میں اس سے چاند کی شہادت درست و صحیح ہے۔ لیکن اکابر علماء کی اکثریت خاص کر حضور تاج الشریعہ ان آلات جدیدہ کی خبر کو ''خبر مستفیض'' ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ان آلات سے رویت ہلال کے ثبوت کو غیر معتبر اور ناکافی تسلیم کرتے ہیں۔ گویا اس مسئلہ کی بنیادی اور اصولی بحث ان جدید آلات کی خبر کا ''خبر مستفیض'' ہونا نہ ہونا اور موبائل وغیرہ کی خبر کا رویت ہلال کے معاملہ میں معتبر ہونا ہے۔ اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کا موقف ہم اوپر بیان کر ہی چکے ہیں اب ہم اسی بنیادی بحث کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی اس مسئلہ میں کی گئی تحقیق انیق کے چند اہم اور مفید مضامین کو ہدیۂ قارئین کرتے ہیں ۔آپ موبائل وغیرہ کی خبر کو خبر مستفیض ماننے والوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے خبر کی صحت سے متعلق رقمطراز ہیں:

''صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔ اتصال بے ملاقات متصور نہیں اسی لئے تو امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انہوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہو گی اور جہاں راوی

اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہو سکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھہر سکتی۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفی رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفاضہ یک جو تعریف بایں الفاظ کی

''معنی الاستفاضة ان تاتی من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبرعن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية''

تحقق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نا متصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضرور۔''

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۳۰]

اور پھر آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے استفادہ فرماتے ہوئے خبر مستفیض کی مکمل وضاحت فرمائی۔ بعدہٗ خبر مستفیض اور خبر متواتر کے مترادف ہونے پر تحقیقی کلام کرتے ہوئے لب لباب یہ پیش فرمایا کہ

''خبر مستفیض خبر متواتر کا مترادف ہے اور متواتر اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے جس میں راوی کا مرتبہ تحمل اور مرتبہ ادائے خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین کا اتفاق چلا آرہا ہے اور اس صورت میں خبر مستفیض از قبیل روایت ہے نری خبر نہیں''

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۳۴]

بالجملہ آپ نے اپنے موقف کو قرآن وحدیث متون وشروح فتاوی واصول اور بہت سی نصوص فقہیہ اور تصریحات ائمہ سے اپنے موقف پر استدلال فرمایا اور لب لباب یہ بیان فرمایا:

''یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقے اور اس کے علاوہ دوسرے طریقے جن میں مدار ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس پر ہے وہ خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں

اوران کی تصدیق ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس سے نہیں ہوسکتی کہ اندیشے سے خالی نہیں اور مشتبہ مشتبہ کامصدق نہیں ہوسکتا اور فیکس ای میل اگرچہ دس گیارہ ہوجائیں یوں ہی فون اگرچہ متعدد ہوں بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتے.....اور جب ان ذرائع میں یہ کچھ اندیشے ہیں اور یہ بذات خود کافی نہیں اوران کے ذریعہ تصدیق بھی مشتبہ توان جدید ذرائع سے موصول ہونے والی خبروں میں شبہ کیوں نہیں ہوناچاہئے۔ خصوصاً عید کے سلسلے میں بصورت استفاضہ بھی اندیشہ ماناتوان اخبارپس پردہ کابمنزلۂ استفاضہ ہونایوں بھی ممنوع اوران میں اشتباہ واندیشہ خودکو مسلم توسبیل اطلاق منع اوراندیشوں اور مفسدوں کادروازہ بالکل بند کرناہے ......توٹیلیفون فیکس وغیرہ مشتبہ ذرائع سے موصول ہونے والی خبریں معتبر نہیں ہوسکتیں اگرچہ خبر دینے والے سنی ہوں۔ہاں ٹیلیفون وغیرہ پر کسی طرح اعتبار کاانجام تصریحات ائمہ مذہب کوبالائے طاق رکھنااور قیود مذہب سے آزادی میں دوسروں کے ساتھ مشارکت اور عوام کو آزاد کرناضرور ہوگا۔"

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۴۲ تا ۴۴]

الغرض مشتے نمونہ ازخروارے حضور تاج الشریعہ کی تحقیقات انیقہ نافعہ منیفہ کی یہ چند جھلکیاں تھیں۔

جس سے حضرت کی علمی وسعت، محققانہ بصیرت اور مفکرانہ صلاحیت کا پتہ چلتاہے۔دعاہے مولیٰ تعالیٰ حضرت کو عمر خضرعطافرمائے اور حضرت کے خوان علم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ خوشہ چینی کی توفیق عطافرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

[دوماہی الرضا انٹرنیشنل:

جنوری فروری ۲۰۱۶ء۔ص ۴۸ تا ۵۳۔

مارچ،اپریل ۲۰۱۶ء۔ص ۵۹ تا ۶۲]

تاج الشریعہ کی نگارشات مشہور رسائل کی روشنی میں

اخبارات ورسائل تبلیغ کے معاملہ میں بہت ہی معاون ومددگار ثابت ہوئے ہیں۔

جوبات کہہ کر صرف موجودہ ہزاردس ہزارلوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے وہی بات لکھ کراخبارورسائل کے ذریعہ کروروں لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہے۔علمانے جہاں اپنے وعظ وخطاب کے ذریعہ تبلیغ دین کاکام کیاہے وہیں اپنی تحریرسے دین کی خدمت سرانجام دی ہے۔یہ بات اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ہر تحریر تصنیف بناکرکتابی شکل میں شائع کرنانہایت ہی دشوارترین کام ہے۔ایک صفحہ دوصفحہ کامضمون لکھ کرکتابی شکل میں شائع کرنے کارواج اہل علم کے یہاں نہیں رہاہے۔اگرکوئی اہم بات،پیغام،مسائل،یاکسی کے خلافِ اصول بیان یاتحریرکاردعوام تک پہنچانے کی ضرورت ہوئی اوروہ دوچار صفحات پر مشتمل ہے توظاہر ہے کہ اس کوکتابی شکل میں توشائع نہیں کیاجاسکتاتوپھراس کوعام کرنے کی آسان ترین سبیل کیاہوسکتی ہے سوائے اس کے کہ اپنی اس مختصراوراہم تحریرکواخباروسائل میں شائع کرادیاجائے۔اسی لیے علماہمیشہ سے اخبارات ورسائل کے ذریعہ اپنی قیمتی تحریریں عوام وخواص تک پہنچاتے رہے۔تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہوسکیں۔اور تحریر بھی محفوظ ہوجائے۔صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آرہاہے اوربے شماراہل قلم لکھتے آئے ہیں اورآج بھی لکھ رہے ہیں۔ان اہل قلم کاشماراوران کاتعدادمیں انحصار محال ہے۔ہم یہاں ان اہل قلم علمامیں سے صرف ایک صاحب قلم جسے عالم اسلام میں تاج الشریعہ علامہ مفتی اختررضاخاں ازہری میاں قادری نوری رضوی قدس سرہ کے نام سے جاناجاتاہے،کی قلمی نگارشات کاقدرے تفصیلی بیان قلمبند کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ قدس سرہ کا قلم اپنے جد امجد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قلم کا مظہر تھا۔جو لکھا حق لکھا۔آپ نے جب سے قلم سنبھالا آخری ایام تک اس کو ہاتھوں سے دور نہیں کیا۔اردو عربی فارسی انگریزی چاروں زبانوں میں لکھا اور خوب لکھا۔فتاوی، تصنیف ،ترتیب ، تقریظ ، تصدیق، تقدیم، تعریب ، تعلیق، حواشی، مقالہ ، مضمون، پیغام، کیا کچھ نہیں لکھا آپ نے۔قطع نظران سب سے ہم چند مشہور اردو رسائل خاص کر سنی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ المیزان ممبئ، اور ماہنامہ قاری دہلی، میں شائع شدہ آپ کی کچھ تحریروں کے حوالے سے تفصیل قلمبند کرتے ہیں۔

امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن حقائق کی روشنی میں

امام اہل سنت کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی امتیازی شان سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔اس ترجمہ سے جہاں اہل ایمان کو ایمانی حلاوت عقائد میں پختگی، جیسے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں وہیں اہل باطل کی جگر سوزی کے حوالے سے بھی یہ ترجمہ پہچانا جاتا ہے۔اس ترجمہ سے جب بدمذہبوں کو زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف منظم طور پر ریشہ دوانی و شر انگیزی شروع کر دی۔بلاوجہ کی قیل و قال اور بے جا اعتراضات کر کے اس ترجمہ کی خوبیوں کو برائیوں میں بدلنے کی ناپاک کوششوں میں لگ گئے۔اسی کی ایک کڑی ”قرآن پر ظلم“

نامی کتاب ہے جسے فاضل دیوبند مولوی امام علی قاسمی رائے پوری، نے لکھ کر مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پور سے ۱۹۷۶ء میں شائع کرایا۔مگر باطل جب جب سر اٹھاتا ہے حق کی تلوار اس کے سر کو کچلنے آہی جاتی ہے یہی ہوا جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تو حضور تاج الشریعہ نے اس کتاب کا ایسا معقول مدلل اور مفصل رد تحریر فرمایا جس سے باطل کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔تاج الشریعہ کا یہ لاجواب ،جواب پہلی بار حضور سید جیلانی محامد کی

ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ ''المیزان'' ممبئی کے ''امام احمد رضا نمبر'' بابت اپریل، مئی، جون،۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔اوردوسری باراسی مضمون کی نقل قاری محمد میاں مظہری کی ادارت میں نکلنے والے رسالہ ماہنامہ قاری دہلی کے ''امام احمد رضا نمبر'' بابت اپریل۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی۔

مضمون کے شروع میں ایڈیٹر کے قلم سے درج ذیل تبصرہ قابل مطالعہ ہے ملاحظہ کریں:

رضوی گلستاں کے ایک شاداب پھول کانام ''اختر رضاخاں ''جومفسراعظم حضرت العلام ابراہیم رضاخاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے ہیں۔ابتدائی تعلیم دارالعلوم منظراسلام بریلی میں حاصل کی۔۱۹۶۳ء میں بغرض حصول علم جامعہ ازہر مصر گئے۔ مسلسل تین سال وہاں قیام پذیررہ کرعلوم احادیث وتفاسیر میں مہارت پیداکی۔اور''الاجازۃ العالیہ''کی سندحاصل کی جسے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایم اے کے مساوی تسلیم کرتی ہے۔

نومبر۱۹۶۶ء میں مصرسے واپس ہوئے۔اوردارالعلوم منظراسلام میں تدریسی خدمات پرماموہوگئے۔ادھرجب انہوں نے دیکھاکہ دیابنہ کی نگاہیں امام احمد رضاکے ترجمہ پراٹھ رہی ہیں جن کامقصد عوام الناس میں کنزالایمان سے سوء ظنی پھیلانے کے سواکچھ نہیں۔

توحضرت اختر رضاسے نہ رہاگیااوراپنے پرداداکی مدافعت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔دراصل اس مدافعت میں اسلام کے جلیل القدرمفسرین ومحدثین کی ذوات قدسیہ بھی شامل ہیں۔یہ مدافعت اس حملہ کانتیجہ ہے جسے مولوی امام علی قاسمی رائے پوری فاضل دیوبندوغیرہ کی گمراہ ذہنیت نے انجام دیاہے۔مدرسہ رئیس العلوم رائے پور ضلع لکھیم پوریوپی سے ''قرآن پر ظلم''نامی کتاب شائع کرکے جس فتنہ کادروزاہ فرزندان دیوبندنے کھولناچاہاتھاحضرت علامہ اختر رضاخاں ازہری کے دلائل وبراہین نے اسے اکھیڑ پھینکا۔ذیل کے معرکۃ الآرا تحقیقی سطوراس حقیقت کے بین ثبوت ہیں ۔امام احمد رضانمبرکے لیے اس مضمون کوعنایت

فرما کر حضرت ازہری نے ہماری جو حوصلہ افزائی کی ہے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔(ایڈیٹر)

[ماہنامہ المیزان، اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء، ماہنامہ قاری، اپریل ۱۹۸۹ء، ص ۱۲۵ تا ۱۵۶]

تاج الشریعہ کی تحریر کردہ یہ مکمل بحث دفاع کنزالایمان کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آچکی ہے۔ ارباب ذوق حاصل کر کے مطالعہ کریں۔ ہم یہاں بس ایک اقتباس نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

”آگے چل کر قاسمی رقم طراز ہیں: قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے جنہیں تفسیر لکھنے والے علمانے بیان فرمایا ہے الخ۔ بعد میں ان علوم کا ذکر کیا ہے جو قرآن فہمی میں شرط ہیں پھر قرآن مجید سمجھنے کے غلط طریقہ کو بیان کیا ہے وہ یہ کہ آدمی میں شرطیں موجود نہ ہوں اور محض ترجمہ کی مدد سے مفسر بن جائے یا ہوں مگر وہ غلط عقیدہ و نظریہ کے لیے شرطوں کی مخالفت کرے ایسے کو تفسیر بالرائے کا مرتکب بتایا ہے اور اس پر جو وعیدیں آئی ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ اقول: آپ تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے بہت سے علوم کی ضرورت ہے مگر کچھ خبر بھی ہے امام الطائفۃ الوہابیۃ کہتا ہے سنئے وہ صاف کہتا ہے کہ ”اللہ ورسول کے کلام کو سمجھنے کے لیے بہت علم نہیں چاہئے۔ الخ“

الحمدللہ آپ نے اپنے امام کے کلام کو خود ہی رد کر دیا اور اپنے کلام سے اسے ان سب وعیدوں کا مستحق بھی بتادیا کہ یہ وعید جس طرح تفسیر بالرائے کے مرتکب پر ہے بدرجۂ اولیٰ اس پر بھی ہے جو اسے جائز بتائے۔ ہمیں تو خوشی ہے کہ چاہ کن راچاہ درپیش کی مثل صادق آئی۔ رہا یہ کہ کون سچا ہے آپ یا آپ کا امام اس کا فیصلہ کسی وہابی سے کرائیے۔“

[ماہنامہ المیزان ممبئی، امام احمد رضا نمبر“ بابت اپریل، مئی، جون، ۱۹۷۶ء ص ۱۲۸، ۱۲۷]

رد فتوائے دیوبند

اخبار روزنامہ الجمیعۃ“ کے ۹/ جنوری ۱۹۸۳ء کے پرچہ میں صفحہ تین پر

"رضاخانی ترجمہ اور تفسیر نعیمی کے بارے میں مفتیان دارالعلوم دیوبند کا بیان"
کے عنوان سے بیان شائع ہوا۔ جس میں ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کو شرکیات کفریات ،بدعات اور لغویات کا مجموعہ قرار دیا گیا۔ اوراس کو دیکھنے پڑھنے پڑھانے اور سننے کو ناجائزوحرام لکھا گیا۔ جب تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار ہوا تو آپ نے اس کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا۔ جواب میں آپ نے ترجمہ کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کی خوبیوں کا ذکر کرنے کے ساتھ وہابی دیوبندی تراجم قرآن کے مفاسد اورایمان سوز تراجم کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔ یہ جواب ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے مارچ ۱۹۸۳ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس کا بس ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

بیان مذکورہ سراسرہذیان سراپابہتان ہے۔سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ترجمہ مسمی بہ کنزالایمان اور صدرالافاضل کی تفسیر نعیمی اردوتراجم میں تفاسیر میں دونوں بے مثال اور قرآن عظیم کے مطالب کی تفہیم کے لیے شہرۂ آفاق اور ترجمہ و تفسیر مذکور میں بارگاہ خداوندی ودربار رسالت ونبوت کا جوادب ملحوظ رکھا گیا ہے وہ ترجمہ و تفسیر موصوف کا طرہ امتیاز ہے۔ بالخصوص ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان میں قاری متدبر ومناظر ذی فہم بار بار یہ کہتا ہے جہاں جہاں ظاہری معنی اللہ جل وعلا یا کسی رسول علیہ وعلی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کی شان کے مناسب نہیں ہوتے وہاں ایسا ترجمہ فرمادیتے ہیں کہ اللہ ورسول کی شان عظیم میں نقص کا واہمہ بھی نہیں گزرتا اور قاری کو تنبیہ بھی ہو جاتی ہے کہ اس جگہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ شان خدااور سول کے بابت یہ اعتقاد ہونا چاہئے جو ہم نے لکھا۔اور ترجمہ مذکورہ کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ آیتوں میں جہاں ظاہری طور پر تعارض معلوم ہوتا ہے ان آیات کا ایسا ترجمہ فرمادیا ہے کہ تعارض کا وہم کافور ہوجاتا ہے۔" [ماہنامہ سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء۔ ص ۱۲،۱۱]

دفاع کنزالایمان:

اسی الجمیعۃ کے پرچہ میں قسط وار کنزالایمان اور تفسیر خزائن العرفان کے مفاہیم مقدسہ اوراس میں درج اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف دروغ بانی وکذب بیانی کا سہارا لے کر ترجمہ اور تفسیر کو مطعون کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی۔ مگر بھلا ہو تاج الشریعہ کا جنہوں نے بروقت الجمیعۃ کے اس مذموم عمل کی تردید فرمائی اور ''دفاع کنزالایمان'' کے عنوان سے ترجمہ کنزالایمان ، تفسیر خزائن العرفان کا دفاع فرمایا جو درحقیقت اہل سنت کے عقائد و نظریات کا دفاع تھا۔ الجمیعۃ میں دیوبندی مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ'' کے جواب میں دفاع کنزالایمان کے نام سے آپ نے متعدد قسطیں رقم فرمائیں۔ جو رسائل میں خاص کر سنی دنیا میں شائع ہوئیں۔ دستیاب قسطوں کی تفصیل ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے حوالے سے کچھ اس طرح ہے۔

مضمون کی دوسری قسط کا جواب چوتھی قسط میں جون ،جولائی۱۹۸۳ء میں شائع ہوا جو ۹/ صفحات پر مشتمل ہے۔ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۴ سے صفحہ ۱۹ تک۔ مضمون کی چھٹی قسط کا جواب ، دیا گیا۔ باقی قسطوں کی تفصیل رسالے دستیاب نہ ہونے کے سبب پیش کرنے سے معذور ہوں۔

اب مضمون کی موجودہ اقساط سے ایک دو اقتباس نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین مضمون کی گہرائی و گیرائی اندازہ لگا سکیں۔ تاج الشریعہ رقمطراز ہیں:

''ہمارے پیش نظر مولوی اخلاق حسین قاسمی کے مضمون ''بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ'' کی دوسری قسط ہے۔ اس مضمون میں مضمون نگار صاحب نے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمہ پر یوں اعتراض کا منہ کھولا ہے۔

''خانصاحب مرحوم کے ترجمہ میں تفسیر بالرائے کی ایک نہایت گمراہ کن مثال یہ ہے کہ وہ

لفظ شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر کرتے ہیں۔ جیسا کہ الاحزاب آیت ۴۵ میں لکھتے ہیں۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر الخ اس جگہ مضمون نگار صاحب سے یہ کہنا ہے کہ

(ا) آپ پر لازم تھا کہ آپ اپنا دعوی ثابت کرتے کہ شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر تفسیر بالرائے ہے مگر جناب نے اپنے پورے مضمون میں اس دعوی کا اصلاً ثبوت فراہم نہ کیا تو جناب کا یہ دعوی ہنوز محتاج ثبوت ہے۔ اوران شاء اللہ قیامت تک محتاج ثبوت رہے گا۔ اور آپ ہی کیا پوری دیوبندیت بھی اقامت وحجت کے عہدے سے سبکدوش نہ ہوسکے گی۔ ان شاء اللہ الکریم۔

آپ اور آپ کے جملہ رؤس اور اذناب کو چیلنج ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔''

ایک مقام پر شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

باچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را مضیض ومربی ست'' یہ اس کی سند ہے جو ہم نے کہ تھا کہ عقیدہ حاضر وناظر میں کسی مومن کو اختلاف کی ہر گز مجال نہیں۔''

[ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۲۱]

الحاصل: تاج الشریعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر قرآن وحدیث اور کتب فقہ، لغات، سیرت وغیرہا کتب کے علاوہ مد مخالف کے پیشواؤں سے بھی ثبوت پیش کیا ہے۔ الغرض بہت ہی معرکۃ الآرا، علمی نفیس بحث فرمائی ہے۔ جس کی تفصیل یہاں موجب تطویل ہے۔ اس لیے ہم انہیں ایک دو اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہاں البتہ اس مضمون کے

حوالے سے جدہ مکہ معظمہ سے سید ظفر علی صاحب کا درج ذیل تاثر نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

”ماہنامہ سنی دنیا کا شمارہ ۳/ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی خصوصاً حضرت مفتی اعظم قبلہ کا مضمون دفاع کنزالایمان بہت پسند آیا۔ اہل باطل اوران علماے سوء کے فتوی کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ ان شاء اللہ جب تک ہمارے علما رہیں گے دنیا میں کوئی سنیت کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

ان العلماء ورثۃ الانبیاء بلا شبہہ علما (اہل حق) انبیاے کرام کے وارث ہوتے ہیں۔

[مرجع سابق۔ ص ٦٨]

جواب الہدیٰ

روزنامہ اتحاد جو ابوظبی دبئی سے نکلتا تھا اس کے ٢٦/ رجب ١٤٠٤ھ کے پرچہ میں شامل ضمیمہ بنام ”الھدی“ میں اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر افشانی کی گئی۔ اعلیٰ حضرت کے عقیدت مندوں کو اسلام سے خارج لکھا گیا۔ جواباً تاج الشریعہ نے دو قسطوں میں جواب الہدی کے عنوان سے زبردست باطل شکن مضمون تحریر فرمایا۔ چوں کہ الھدی عربی میں تھا اس لیے حضرت نے بھی عربی ہی میں جواب تحریر فرمایا۔ لیکن سنی دنیا کے قارئین چوں کہ عوام و خواص سبھی تھے اس لیے اس کے ترجمہ کی بھی ضرورت محسوس ہوئی جس کو حضرت قاضی عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ نے پورا فرمایا۔ ماہنامہ سنی جون، جولائی اور اگست ١٩٨٤ء کے دو شماروں میں مضمون شائع کیا گیا۔ مضمون کیا تھا مخالفین کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ تھا جس کی گونج آج بھی اہل باطل محسوس کرتے ہوں گے۔ مخالف کے جواب میں عموماً قلم میں تیزی آجاتی ہے اور قلم کی دھار مثل تلوار بن جاتی ہے۔ الفاظ کی تلخی زہر بن کر مد مخالف کو مار ڈالتی ہے اور بات جب اپنے باپ دادا کی ہو تو پھر آدمی کا دائرہ تہذیب میں رہ

پانا مشکل سا ہوتا ہے لیکن قارئین تاج الشریعہ کا مضمون پڑھنے کے بعد محسوس کریں گے کہ جس شائستگی ومتانت سے حضرت نے جواب دیا ہے وہ یقینا انہیں کا حصہ تھا۔ہم حضرت کے مضمون سے بس ایک اردو اقتباس نقل کرتے ہیں:

"بعد حمد وصلاۃ کے میری نظر سے رسالہ الہدیٰ میں ایک دل آزار مضمون گزرا جو ابوظبی سے شائع ہوا۔یہ مضمون دروغ اوراہل سنت وجماعت اورامام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ پر افترا وبہتان سے بھرا ہوا ہے۔بے شک یہ تمام جھوتی باتیں اس رسالہ میں ہندوستان کے کچھ لوگوں سے لی ہیں۔جن کی کوشش صرف یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت پر خصوصاً امام اہل اسلام وشیخ المسلمین علامہ احمد رضا خاں (اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو بہتر مقام عطا فرمائے) پر بہتان باندھا ہے۔مضمون نگار:

"اس ملک میں ایک نئی بدعت اسلام اور مسلمانوں سے خارج گروہوں کی بدعتوں سے ظاہر ہوئی ہے۔اوروہ بریلویت ہے۔اس کے جواب میں ،میں کہتا ہوں کہ ہم اہل سنت وجماعت کو بریلویت کی طرف منسوب کرنا اہل ہند میں سے دیوبندیوں کی عادت ہے۔اوران لوگوں نے ہم پر اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہونے کی تہمت لگائی ہے۔یہی اس کے سزاوار ہیں اور یہ تہمت انہیں پر چسپاں ہے۔اور بحمد اللہ ہم اسے تہمت سے بری ہیں۔

اور ہمارا مذہب نہ بریلویت ہے نہ اس کے سوا کوئی دوسرا ہی مذہب ہے ہم تو اسی ملت سہل اور بیضا کے معتقد ہیں جو سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے بموجب ایسی ہے کہ اس کی رات اس کے دن کی طرح تاباں ہے۔تو ہم ہمیشہ سے اہل سنت میں ہیں۔اوراپنے آباواجداد سے اہل سنت کے ساتھ ہیں۔اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر خدا گواہ ہے۔مگر یہ کہ امام علامہ حبر فہامہ شیخ امام احمد رضا خاں بریلوی نے سنت سنیہ کی نصرت فرمائی اور بدعت کارد کیا اور بدمذہبوں میں خصوصاً دیوبندیوں اور قادیانیوں کو ترکی بہ ترکی جواب دئے

قادیانیوں کے رد میں ان کے اچھے رسالے ہیں۔۔۔۔۔تو ان بدعتی لوگوں نے جن کار ممدوح مذکور نے کیا خصوصاً دیوبندیوں نے ان پر نیا مذہب گڑھنے کی تہمت لگائی اوران کے معتقدان کو شہر بریلی کی طرف منسوب کرکے بریلوی کہنے لگے۔تو بریلوی اہل سنت وجماعت کالقب ہوگیا۔الخ‘‘[ماہنامہ سنی دنیا بریلی، جون جولائی، ۱۹۸۴ء ص۵۶]

اس مضمون کے حوالے سے سنی دنیا میں حضور تاج الشریعہ کے نام مولانا عبد الکریم نعیمی کا ایک خط شائع کیا گیا جس کو یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ ملاحظہ کریں:

مکتوب

۸۶۔۹۲

مورخہ ۲۵/جولائی ۱۹۸۴ء

محترم المقام حضرت العلام اختر رضا خان صاحب ازہری مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..............................مزاج ہمایوں؟

آپ کا گرامی نامہ ،اتحاد کا ضمیمہ ’’الہدیٰ‘‘ اور بارہ اشخاص کے پتے مشتمل کاغذ سب کچھ موصول ہوئے حسب ارشاد گرامی مندرجہ ذیل عبارت ان بارہ شخصوں کے نام بذریعہ ہوائی ڈاک گزشتہ کل روانہ کردی گئیں۔ خصوصی دعا فرمائیں۔فقط والسلام۔

محمد عبد الکریم قادری نعیمی غفرلہ۔

اظہار حقیقت:اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علیہ الرحمہ سنی صحیح العقیدہ زبردست عالم دین اور سچے پکے مسلمان تھے۔ تحقیق وتدقیق کے بادشاہ شریعت وطریقت کے بادشاہ شریعت وطریقت کے آگاہ چودھویں صدی کے مجدد اور عظیم مفسر ومحدث وفقیہ ومفتی تھے۔ان کے معتقدین ومریدین سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔ اور ہندو پاک بنگلہ دیش اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں ان کی اکثریت ہے۔

مطالبہ

روزنامہ ”اتحاد“ابوظبی کا ضمیمہ ”الہدیٰ“مجریہ ۲۶/رجب ۱۴۰۴ھ کا مندرجہ شائع شدہ مضمون پر پابندی لگائی جائے۔ اوراخبارات میں معذرت چھاپی جائے۔ ”بریلویہ نئی بدعت ہے اور بریلوی اسلام سے خارج ہیں“فقط والسلام مع الاکرام
محمد عبد الکریم قادری نعیمی غفرلہ پرنسپل ادارہ بالا۔

[سنی دنیا بریلی، اگست ۱۹۸۴ء ص ۱۳، ۱۴]

مدیر رسالہ ماہنامہ سنی دنیا مولانا عبد النعیم عزیزی صاحب تاج الشریعہ کے اس مضمون کے حوالے سے اپنا تاثر یوں تحریر کرتے ہیں:

”ویسے یہ بتادوں کہ اس تاریکی میں روشنی کی کرن پھوٹی ہے۔ حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب نے دبئی کے الہدیٰ (جس نے بریلویوں کو خارج از دین لکھا ہے) اخبار عربی کا جواب عربی زبان میں دیا ہے جسے علمانے سراہا ہے۔[مرجع سابق ص ۴]

عصمت انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات

۱۹۸۷ء میں اسلام پورہ بھیونڈی مہاراشٹر میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر، پروفیسر عبد الرحمن مومن کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والتسلیم کے والد گرامی کو بت تراش کہنے کا معاملہ پیش آیا۔ جس پر قائل پروفیسر کو تنبیہ کی گئی مسلک جمہور کا حوالہ دیا گیا مگر پروفیسر نے رجوع نہیں کیا۔ بلکہ آزر جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اس کے باپ ہونے پر کچھ کتابوں کے حوالے پیش کر کے صفائی دیتا رہا۔ عوام اہل سنت نے اسی سلسلہ میں علمائے کرام سے حکم شرعی معلوم کیا۔ علما کی طرف سے خاص کر تاج الشریعہ کی جانب سے اس کا مکمل مدلل اور مفصل جواب تحریر کیا گیا۔ جس سے پروفیسر کی تحقیق کے سارے تانے بانے بکھر گئے۔

یہ جواب ماہنامہ قاری دہلی کے اپریل۱۹۸۷ء کے شمارے میں شامل اشاعت ہوا۔

اس جواب سے بیشتر مدیر رسالہ قاری محمد میاں مظہری نے درج ذیل نوٹ تحریر فرمایا ہے جس سے اصل واقعہ کا پتہ چلتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتسلیمات کے آبائے کرام وامہات کریمات کے تعلق سے تمام متقدمین ومتاخرین اہل علم و تحقیق کا یہ مسلک ہے کہ یہ حضرات موحدین تھے اور نجاست کفر سے ان کا دامن پاک ومبرا تھا۔ مگر افسوس کہ بعض نام نہاد اہل علم و تحقیق کسی نہ کسی شکل میں ان ذوات قدسیہ پر رکیک حملوں کی بدبختانہ جسارت کرکے اپنی شقاوت قلبی کا شرمناک مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک افسوس ناک مظاہرہ چندماہ قبل بھیونڈی میں ایک اسلامی نمائش کے موقع پر پروفیسر عبدالرحمن مومن کی جانب سے کیا گیا اور ان پروفیسر صاحب نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ذوی الاحترام کو بت تراش اور پجاری جیسے مشرکانہ الفاظ کے ذریعہ یاد کرکے اپنی کورباطنی اور خباثت قلبی کا ثبوت پیش کیا۔ موصوف کو اس مسئلہ میں جمہور علمائے کرام کی تحقیق سے بھی آگاہ کیا گیا مگر ہٹ دھرمی اور علمی برتری کے تکبر نے موصوف کو قبول حق سے باز رکھا۔ جس کے بعد بمبئی کے غیور اور دین دار مسلمانوں نے علمائے کرام سے رجوع کیا ذیل میں اس موضوع پر جانشین مفتئ اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری کا تحقیقی فتوی پیش خدمت قارئین ہے۔ ہم بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ قادر مطلق پروفیسر صاحب کی شقاوت قلبی کو محبت واحترام نبوت میں تبدیل فرما کر انہیں قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اہل ایمان کو ایسے مفسدین کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین۔ (ایڈیٹر)

[ماہنامہ قاری، دہلی، اپریل۱۹۸۷ء ص۱۷]

تاج الشریعہ کے معرکۃ الآراجواب سے کچھ اقتباس پیش ہیں۔ جن سے نفس مسئلہ کے ساتھ

ساتھ تاج الشریعہ کی تبحر علی کا اندازہ کیا جاسکے۔رقم طراز ہیں:

"محققین علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ حضور پر نور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہ وسلم کے تمام آبائے کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے۔اس میں کوئی اس میں کوئی کافر نہ تھا۔اوراس آیت کریمہ،الذی یراک حین تقوم و تقلبك فی الساجدین،

یعنی جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم قیام فرماتے ہو اور مومنوں کے اصلاب میں تمہارے دورے کو دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ای تقلبك من اصلاب طاهرة من اب لیداب الی ان جعلك نبیاً فکان نور النبوة ظاهرٌفی آبائہٖ''

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے پاک پشتوں میں دورہ کو اور ایک پدر سے ایک دوسرے پدر کی پشت میں منتقل ہوتا دیکھتا ہے۔یہاں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر پیدا کیا تو نبوت کا نور آپ کے آبائے کرام میں ظاہر تھا۔یہ تفسیر امام ابوالحسن ماروردی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے نقل فرمائی۔کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہ تھے ان کے والد کا نام تارخ تھا اورآزر آپ کے چچا کا نام ہے جو کافر تھا۔یہی مسلک بکثرت نسابین (یعنی وہ لوگ جو شجرۂ نسب بیان کرتے ہیں) کا ہے۔"تمام دلائل وبراہین قلمبند کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

یہاں سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آبائے کرام کا حال معلوم ہوا اور وہ یہ کہ سب کے سب موحد تھے۔ماشاء اللہ ان میں کوئی کافر نہ تھا۔اور دیگر انبیائے کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اوران کے مقام رفیع کے شایاں یہی ہے کہ ان کا نسب نجاست کفر سے پاک ہو۔چنانچہ علامہ ابوالحسن ماوردی سے امام سیوطی ناقل:

لما كان أنبياء الله صفوة عباده وخير خلقه لما كلفهم من القيام بحقه استخلصهم من أكرم العناصر وأمدهم بأ وكد الأواصر حفظا لنسبهم من قدح ولمنصبهم من جرح''

[مرجع سابق، ص ۲۰]

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

جزئیہ ''من شك في كفره وعذابه فقد كفر'' کفر التزامی کے ساتھ خاص ہے یا کفر لزومی کے یہ ایک اہم اور دشوار ترین بحث ہے۔ تاج الشریعہ سے اس بابت استفسار کیا گیا تو آپ نے نہایت علمی و تحقیقی مدلل و مفصل جواب قلمبند فرمایا۔ جواب کی ایک ایک سطر قابل مطالعہ ہے۔ سائل چوں کہ ایک عالم تھے لہٰذا انہوں نے بہت سی علمی دلیلیں نقل کیں جن کے حضرت نے بالترتیب جواب مرحمت فرمائے۔ ماہنامہ سنی دنیا میں جنوری ۱۹۸۳ء کے شمارے میں یہ تحقیقی جواب شائع کیا گیا۔ ہم یہاں اس کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

"فی الواقع من شك في كفره وعذابه فقد كفر، کفر قطعی (جو کلام متعین المراد کا مدلول قطعی ہوتا ہے جس کے سوا اصلاً اس کلام کے دوسرے معنیٰ ہو ہی نہیں سکتے) ہی کے ساتھ خاص ہے۔ یہی وہ کفر ہے جس کے قائل کی تکفیر حتمی ہے۔ اور اس کے کفر میں شک کرنے والا خود کافر ہے۔ فقہاء کلام متبین میں قائل کی تکفیر ضرور کرتے ہیں مگر من شك في كفره وعذابه فقد كفر نہیں فرماتے۔" کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

"تو ثابت کہ عند الفقہا کفر لزومی میں من شك في كفر مستعمل ہونا ممنوع اور زید نے جو یہ کہا کہ کافر کے کفر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک کرنا ہے الخ

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دلیل کفر التزامی کے مرتکب کی تکفیر میں شاک کے لیے ہے نہ کہ کفر لزومی کے مرتکب کی تکفیر کے شک کرنے والے کے لیے۔ اس لیے کہ امر ضروری دینی

کا قطعی اور معلوم خاص وعام ہونا ضروری ہے۔اوراس کے لوازم سے اس کا اتفاقی ہونا بھی ضرور۔اور کفر لزومی کے مرتکب میں اختلاف ہے تو قطعیت کہاں رہی ؟تواس کی تکفیر میں شک کرنا ضروریات دین میں شک نہیں۔اور نہ ہی تکفیر متکلمین۔"

آخر میں فرماتے ہیں :"بالجملہ من شك فی کفرہ وعذابہ کفر، التزامی کے ساتھ خاص ہے۔اور کفرہ سے مراد کفر التزامی قطعی ہے تو موضوع محمول سے خاص نہیں اوراس صورت میں تکفیر بعض مومنین لازم نہیں آتی۔البتہ کفر فقہی میں جزئیہ مذکورہ مستعمل ہونے کی صورت میں ضرور تکفیر بعض مومنین لازم آتی ہے۔"

[ماہنامہ سنی دنیامیں جنوری ۱۹۸۳ء، ص۲۶،۲۷،۳۹]

ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے

ماہنامہ المیزان ممبئی کے فروری ۱۹۷۶ء کے شمارے میں "کیا عکسی تصویر ناجائز ہیں ؟ کے عنوان سے ۱۰/ صفحات پر مشتمل ایک استفتا ہاشمی میاں کچھوچھوی کی طرف سے شائع ہوا۔استفتا کیا تھا بقول تاج الشریعہ :

" ایک استفتاء ہے جو بصورۃ استفتاء ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتوی ہے۔"

[ماہنامہ المیزان، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص ۲۸]

یعنی استفتاء کے انداز سے لگتا ہے کہ حکم معلوم کرنا نہیں بلکہ حکم بیان کرنا مقصود ہے۔

خیر اس استفتاء میں عکسی تصویر کے جائز ہونے پر دلائل پیش کئے گئے تھے جس کے جواب میں تاج الشریعہ نے ایک تفصیلی فتوی تحریر فرمایا۔جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت بابت جولائی ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا اوراسی سے من وعن ماہنامہ المیزان ممبئی میں قسط وار شائع کیا گیا۔

ماہنامہ الیمزان میں پہلی قسط پندرہ صفحات پر مشتمل

"ہاں بے شک عکسی تصویر کھینچنا کھنچوانا ناجائز ہے۔" کے عنوان سے جولائی، اگست ۱۹۷۶ء

میں شائع ہوئی۔دوسری قسط تین صفحات پر مشتمل جولائی ۱۹۷۷ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔تیسری قسط بارہ صفحات پر مشتمل اگست ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔مابقی قسطیں اگلے دستیاب شماروں میں فقیر کو نظر نہیں آئیں۔ مضمون خالص علمی پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ایک اقتباس ملاحظہ ہو تاج الشریعہ رقم طراز ہیں:

"مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال قال لی علی رضی الله عنه ألا أبعثك علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم أن لا تدع صورة إلا طمستها، ولا قبرا مشرفا إلا سویته۔

یعنی وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔کہ تم کسی تصویر کو بغیر اس کے بگاڑو نہ چھوڑو اور کسی اونچی قبر کو بغیر نیچی کئے نہ چھوڑو۔اس حدیث میں صورۃ نکرہ منفیہ اور نکرہ حیز نفی میں مقید عموم ہوتا ہے۔تو صورۃ میں مفید عموم ہوا اور تما جان دار کی تصویروں کی حرمت خواہ مشرکین انہیں پوجتے ہوں یا نہ پوجتے ہوں کا افادہ فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی عموم سمجھا بلکہ علی العموم حکم دیا۔وللہ الحجۃ السامیۃ۔جو مدعی مخصص ہے دلیل دے۔" [ماہنامہ المیزان ممبئی، جولائی، اگست ۱۹۷۶ء ص ۳۰]

مشتے نمونہ از خروارے یہ چند مثالیں تاج الشریعہ کی نگارشات کے حوالے سے سپرد قرطاس کی گئیں یہ مقام مزید تفصیل کا متحمل نہیں۔ اللہ پاک حضور تاج الشریعہ نوراللہ مرقدہ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

[سہ ماہی امین شریعت کا "تصانیف تاج الشریعہ نمبر" بموقع عرس چہلم حضور تاج الشریعہ قدس سرہ ۲۰۱۸ء۔ ص ۱۶۱ تا ۱۷۶]

حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ و تعلیق نگاری

خانقاہ رضویہ بریلی شریف اپنی مذہبی روایات وعلمی خدمات کی بنیاد پر عالم اسلام میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔یوں تو عموماً خانقاہوں میں پدرم سلطان بود کی نہر موروثی سے سیر ابی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔علم، عمل، تقوی، طہارت، تفقہ، تصلب، تدبر، تفکر، کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔بس نسبت پدری وجدی کے سہارے کاروبار ارادت کو فروغ دینے اوراس سے دولت کمانے، کو ہی ضرورت تصور کیا جاتا ہے۔لیکن خانقاہ رضویہ اس معاملہ میں بالکل الگ اور انفرادیت کی حامل ہے۔وہاں صرف پدرم سلطان بود پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم و عمل تقوی وطہارت کا سہارا لے کر تبلیغ اسلام کی کوششیں کی جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہندوپاک کی کوئی ایک خانقاہ ایسی نہیں ہے جہاں خانقاہ رضویہ سے زیادہ علمی کام ہوا ہو۔یہ الگ بات کہ ہندوپاک کی بے شمار خانقاہوں میں علمی ومذہبی خدمات خوب خوب انجام دی گئیں اوردی جارہی ہیں۔مگر علمی حیثیت سے خانقاہ رضویہ کو ایک منفرد وممتاز مقام حاصل ہے۔

اس مقدس خانقاہ میں ایک سے ایک فرد جلیل عالم عدیل پیدا ہوئے۔انہیں میں ایک مبارک نام تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری نوری بریلوی قدس سرہ کا ہے۔جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کے پرپوتے اور پرنواسے ہونے کے ساتھ آپ کی علمی وراثتوں کے امین وپاسدار اور سچے وارث تھے۔آپ ایک بے باک عالم بے لوث عامل،فقیہ بے ریا، مخلص مفتی،دولت وشہرت سے بے نیاز وبے پروا پیر ومرشد، عارف باللہ، غواص بحر طریقت، علم بردار شریعت کے علاوہ بہت سے اوصاف وکمالات کے مالک تھے۔آپ کی مذہبی ومسلکی شرعی وعلمی خدمات سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔یہاں ان خدمات کی تفصیل مقصود نہیں اس کے لیے تو مستقل ایک دفتر درکار ہے۔ہم

یہاں بس اپنے عنوان ”حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ و تعلیق نگاری“ سے متعلق قدرے تفصیل قلم بند کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے عربی اردو دونوں زبانوں میں پچاس سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑیں۔ آپ کی کتابیں تصنیف، تالیف، ترجمہ تعریب حاشیہ و تعلیق پر مشتمل ہیں۔ کئی کتابوں پر آپ نے حاشیہ آرائی و تعلیق نگاری فرمائی ہے۔ حاشیہ و تعلیق دراصل متن کتاب کے نوک پلک سنوارنے کا نام ہے۔ متن کے دقیق و مبہم مفہوم کو سمجھنے میں حاشیہ بہت مفید و معاون ہوتا ہے۔ بہت سی کتابیں بغیر حاشیہ کے پڑھنا ذہنی خلجان کا باعث بن جاتی ہیں۔ اور ان سے بہت سی غلط فہمیاں ذہن و دماغ میں جگہ بنالیتی ہیں۔ در مختار ہی کو لیں فقہ حنفی کی کتنی مشہور و معتبر کتاب ہے۔ البتہ فقہا نے اسے بغیر حاشیہ دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

الغرض کتاب پر حاشیہ و تعلیق سے متن کی اہمیت دوبالا ہو جاتی ہے۔ تاج الشریعہ نے اردو عربی کئی کتابوں پر حاشیہ و تعلیق نگاری فرمائی ہے۔ ہم یہاں ان کی حاشیہ نگاری کے چند نمونے ش کرتے ہیں۔

المعتقد المنتقد و معتمد المستند پر حاشیہ

المعتقد المنتقد علم عقائد میں علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی بہت ہی معتبر و مستند کتاب ہے۔ اس کتاب پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بہت ہی معرکۃ الآرا حاشیہ بنام ”المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد“ ہے۔ جس سے المعتقد کی اہمیت وحیثیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ متن و حاشیہ دونوں عربی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ ہند و پاک کی عمومی زبان اردو ہونے کے سبب بہت سے افراد اس کتاب سے مستفیض ہونے سے محروم تھے۔

حضور تاج الشریعہ نے معتقد و معتمد دونوں کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا۔ نیز مختلف مقامات پر حاشیہ نگاری بھی فرمائی۔ ہم حضرت کی حاشیہ نگاری سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

معتزلہ اس بات کے منکر ہیں کہ باری تعالیٰ کی صفات ماورائے ذات معانی ہوں۔ معتقد کی اس عبارت پر امام اہل سنت نے ایک خاصہ علمی طویل حاشیہ تحریر فرمایا۔ حاشیہ چوں کہ مفصل ہونے کے ساتھ دقیق بھی تھا اس لیے تاج الشریعہ نے امام اہل سنت کے طویل حاشیہ کا خلاصہ بشکل حاشیہ مختصر انداز میں بیان فرمایا، ملاحظہ ہو:

"اس حاشیہ کثیر الفوائد جامع الفرائد کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) صوفیاء کرام صفات باری کو عین ذات مانتے ہیں۔

(۲) اس کے باوجود کہ وہ عینیت کے قائل ہیں اس طائفہ صوفیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ صفات باری ذات پر معانی زائدہ ہیں۔

(۳) مطلب یہ کہ صفات باری باعتبار مصداق و تحقق فی الخارج عین ذات ہیں۔ ذات کے علاوہ خارج میں ان کا کوئی مصداق نہیں۔ اسی معنی کو متکلمین یہ کہتے ہیں کہ صفات باری غیر ذات باری نہیں۔ اور از آنجا کہ ان صفات کے جداگانہ معانی ذات پر زائد مفہوم ہوتے ہیں۔ یہاں سے متکلمین یہ فرماتے ہیں کہ صفات باری عین ذات نہیں۔

(۴) صفات باری لوازم ذات باری ہیں، جن کا اقتضاء خود ذات خداوندی ہے۔ اور یہ اپنے تحقق میں ذات کی محتاج ہیں اور یہ سب صفات کمالات ذات ہیں۔ جو ذات کو بنفس ذات حاصل ہیں۔ تو اس ذات کا کمال ذاتی ہے جس میں استکمال بالغیر کا کوئی دخل نہیں۔

(۵) اس سے بڑھ کر یہ صوفیاے کرام وجود حقیقی کے لحاظ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے وحدت وجود ثابت کرتے ہیں۔ حقیقۃً اسی کو موجود مانتے ہیں۔ اس کے ماسوا کا وجود اسی کے وجود کا ظل اور مظہر ہے۔ اس اعتبار سے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے وجود مطلق اور مرتبۂ جمع ثابت کرتے ہیں اور اسی معنی کر مرتبۂ وجود واحد میں عالم کی عینیت کے قائل ہیں۔ یعنی عالم اسی موجود واحد کی تجلی ہے۔

(۶)اسی معنی کر وحدت وجود مذہب حق ہے۔اس کی تفصیل نہ صرف موجب تطویل بلکہ عوام کے لیے سخت اوھام میں مبتلا ہونے کا باعث ہے۔اسی لیے صوفیاے کرام ان لوگوں کو جو ان کے مصطلحات سے بے خبر ہیں اپنی کتابوں کے خصوصا محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کے مطالعہ سے منع فرماتے ہیں۔یہ ممانعت صرف عوام کے حق میں نہیں بہت سارے اہل ظاہر علما کے حق میں بھی ہے۔پھر عوام کی گیا گنتی خود شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اپنی کتابوں میں غیر اہل کے لیے حرمت نظر کی تصریح کی ہے۔دیکھو فتاوی حدیثیہ وغیرہا۔

(۷)اولیاے کرام وصوفیاے عظام کے کلام میں بھی تشابہ واقع ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ وہ محکم اور عقیدہ اجماعیہ کی طرف پھیرا جائے گا۔"وہ اجماع محکم اس تشابہ سے کیسے رد ہو گا جس کا ذکر شیخ اکبر ترجمان طریقت کر رہے ہیں۔جو ایسے طور کے بارے میں کلام کر رہے ہیں جو طور عقول سے بالاتر ہے۔

(۸)مثال۔خدائے یکتا و بے ہمتا کے وحدت وجود کو سمجھنے کے لیے نور کی مثال ہے جس کی حقیقت ایک ہے، اس کے تعینات و تجلیات اور رنگ کثیر ہیں۔نور کے بارے میں علما فرماتے ہیں:

ھوالظاھربنفسه والمظھرلغیرہ، چاند، سورج، ستارے، زمین وآسمان کی روشنیاں سب اسی ایک حقیقت نور کے مظہر ہیں سب کی اصل وہی نور ہے۔اوراس کا مصداق حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو نورانوار ہے۔اور مرتبۂ وجود مطلق میں واحد ہے۔فرماتا ہے:

اللہ نورالسموات والارض۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب

ہے، کہ اس تیل سے بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

اسی طور پر وجود باری کو سمجھئے جو خود ایک ہے اور تمام موجودات کی حقیقت ہے۔ اور مرتبۂ فرق میں تمام موجودات اسی وجود واحد کے تعینات اور اسی کی تجلیات ہیں۔"

[المعتقد والمعتمد مترجم، ص ۸۲، ۸۳]

ناظرین ملاحظہ کریں کس طرح تاج الشریعہ نے ایک دشوارترین بحث کو آسان الفاظ اور مختصر انداز میں بغیر کسی پیچیدگی کے بیان کر دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب سے رجوع کریں۔

انوار المنان فی توحید القرآن

کلام لفظی و کلام نفسی کے حوالے سے علم کلام کی ایک اہم ترین بحث پر مشتمل یہ ایک عربی رسالہ ہے جسے امام اہل سنت نے تصنیف فرمایا۔ تاج الشریعہ نے اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ کیا نیز متعدد مقامات پر حاشیہ آرائی بھی فرمائی۔ دو چند نمونے ملاحظہ کریں:

امام بخاری کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے کہا میر الفظ بالقرآن مخلوق ہے۔ اس پر نیشاپور اور علاقہ کے علمانے آپ کی مخالفت کی۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت نے امام بخاری کے حوالے سے امام محمد ذہلی کا یہ قول نقل کیا جو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ "ان سے علم کلام کا کوئی مسئلہ نہ پوچھنا اس لیے کہ اگر انہوں نے ہماری رائے کے بر خلاف جواب دیا تو ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو جائے گا۔ اور خراسان میں رہنے والا ہر رافضی، ناصبی، جہمی اور خارجی ہم پر ہنسے گا۔" امام ذہبی کے قول میں رافضی، ناصبی، جہمی

اور خارجی کا ذکر بس ضمناً آیا ہے۔تاج الشریعہ نے اس پر ایک طویل حاشیہ تحریر فرمایا جس میں انہوں نے ان چاروں گروہوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔جو بہت ہی مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ملاحظہ ہو:

”رافضی وناصبی دونوں فرقے مخالف اہل سنت وجماعت ہیں،المعتقد شریف (اردو ترجمہ) میں علامہ سیف اللہ المسلول فضل رسول بدایونی نے بحث امامت میں فرمایا کہ گروہ اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ کو ان کے لیے عدالت ثابت مان کر ستھرا جاننا ہے۔الخ۔

(باب چہارم بیان امامت،ص۲۸۶)

اس باب میں رافضی وناصبی مخالف ہیں۔

روافض کے تین فرقے ہیں۔

(۱) تفضیلی (۲) تبرائی (۳) تفضیل وتبری میں غلو کرنے والے۔

نواصب ک دو فرقے ہیں۔(۱) نواصب عراق جو حضرت عثمان غنی وحضرت علی سے بغض رکھتے ہیں۔

(۲) نواصب شام جو حضرت عثمان غنی سے بغض نہیں رکھتے۔اور خلافت راشدہ کی انتہا حضرت عثمان غنی پر ہی مانتے ہیں اور حضرت علی کے زمانے کو فتنے کا زمانہ،ان کی حکومت کو کاٹ کھانے والی حکومت اور امت مسلمہ کی ہلاکت کا وقت شر کا زمانہ کہتے ہیں۔الخ۔

باب چہارم بیان امامت،ص۲۸۶ معتقد اردو)

یہاں سے رافضی اور ناصبی کے درمیان قدر مشترک معلوم ہوئی۔رافضیوں کے بعض عقائد کی تفصیل المعتمد شریف میں بیان ہوئی۔فلیراجع ثمہ۔

<u>کرامیہ:</u> ابو عبد اللہ محمد بن کرام کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔کتاب ملل ونحل میں انہیں گروہ صفاتیہ سے شمار کیا۔اس لیے کہ ابو عبد اللہ محمد بن کرام نے اللہ کے لیے صفات مانی۔

مگر بالآخر اس کے قول کے مآل تشبیہ و تجسیم کی طرف پہنچتا ہے لہٰذا یہ گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

جہمیہ: جہم بن صفوان کے متبعین کو کہتے ہیں۔ اور یہ خالص فرقۂ جبریہ کا ایک گروہ ہے، جو معتزلہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ازلی کی نفی کرتا ہے۔ اوران سے بڑھ کر اور چند باتوں کا اعتقاد کرتا ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ایسی صفت ماننا جائز نہیں جو صفت مخلوق کے لیے ثابت ہو۔ اس لیے یہ بات ان کے طور پر مقتضیٔ تشبیہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے صفت حی و عالم کی نفی کرتے ہیں۔ اور اللہ کے لیے صفت قادر و فاعل مانتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے طور پر کسی مخلوق کے لیے کسی طرح کی قدرت ثابت نہیں۔

(ھٰذا ملخص من ملل ونحل)

اور تعریفات سید میں ان کی تعریف یوں ہے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کے اصحاب ہیں۔ کہتے ہیں کہ بندے کو اصلاً کسی طرح کی قدرت نہیں، بلکہ وہ بمنزلۂ جماد ہے۔ اور جنت و دوزخ میں جب ان کے اہل داخل ہو جائیں گے تو یہ دونوں فنا ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہ رہے گا۔ (التعریفات ص ۷۱)

المرجئۃ: یہ وہ گروہ ہے جو اس بات کا قول کرتا ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کچھ نقصان نہ دے گی۔ جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (ازہری)۔"

[انوار المنان، مترجم، ص ۴۶۱]

اسی سے ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔ اسم کے عین مسمیٰ ہونے پر امام اہل سنت نے کلام کرتے ہوئے حضرت جبریل کے دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ان میں سے حضرت انس سے مروی طبرانی کی درج ذیل حدیث مرفوع بھی ہے۔

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان جبریل یاتینی علی صورۃ دحیۃ الکلبی"

اس حدیث کا ترجمہ تاج الشریعہ نے یہ کیا ہے:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میری خدمت میں دحیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے ہیں۔ اور پھر خود اپنے ترجمہ پر حاشیہ نگاری فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"میں نے یہ ترجمہ اس طور پر کیا حالانکہ یہ بظاہر کان یاتینی، جو ماضی کا صیغہ ہے کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ ماضی انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بسا اوقات کان دوام واستمرار کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے وکان فضل اللہ علیک عظیماً۔ (النساء/۱۱۳) اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

وکان اللہ علیماً حکیماً۔ (النساء/۱۱۱) اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

والی غیر ذلک من الشواھد۔ ازہری" [انوار المنان، مترجم، ص۱۷]

نموذج حاشیۃ البخاری الازھری علی صحیح البخاری

قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری کا مرتبہ ہے۔ عالم اسلام میں صحیح بخاری کو، اصح الکتب بعد کتاب اللہ، مانا جاتا ہے۔ بہت سے علما نے اس کی شرح اور اس پر حاشیہ آرائی فرمائی ہے۔ تاج الشریعہ نے بھی اس پر عربی میں حاشیہ نگاری فرمائی ہے۔ جو کتابی شکل میں "نموذج حاشیۃ البخاری الازھری علی صحیح البخاری" کے نام سے المجمع الرضوی بریلی شریف، سے شائع ہو چکی ہے۔ ہم یہاں فقط حاشیہ کا عربی اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"قال الازھری غفرلہ القوی ولابویہ ،اذقدسمعت ماسمعت من ھٰذہ الاحادیث فلاتغتربماورد فی الحاشیۃ ھنامن قولہ وکذالایضرہ الجلوس ونحوہ من علوالبناء والوثبۃ علیہ فانہ معارض لصریح ماتلوناعلیك ولواریدانہ لایواخذبذنب غیرہ فلایضرہ عمل غیرہ من ھٰذہ الجھۃ فصحیح اماانہ لایتاذی فکلاکیف وقدسمعت انہ یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ وھٰذایفیدك علمابان المیت یونسہ وینفعہ فی قبرہ

مایونسه وینفعه فی بیته من عمل غیرہ فلاالتفات الی ماقال ان وضع الجرید علی القبرلاینفع المیت الخ۔فانه یعارض صریح الحدیث الذی وردفی ھٰذاویعارض قوله علیه السلام لعله یخفف عنهما مالم ییسا۔''

[نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری، ص۱۱]

اھلاک الوہابین علیٰ توہین قبورالمسلمین

یہ رسالہ امام اہل سنت کا ہے ۔موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔ اردوزبان میں رسالہ لکھا گیا تھا تاج الشریعہ نے اس کی تعریب فرمائی۔ اورچند مقامات پر حاشیہ بھی لگایا۔ ہم ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔

امام اہل سنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوراصحاب کرام وشہداے عظام کے مزارات کے منہدم کرنے سے متعلق علامہ احمد بن علی بصری کے حوالے سے وہابیہ کی ناپاک جسارتوں کا ذکر کیا تواس مقام پر تاج الشریعہ نے درج ذیل حاشیہ رقم فرمایا:

''مرفی قول العلامة احمدبن علی البصری انه لماھدم قبورالشهداء والصحابة الکرام علیهم الرحمة والرضوان بدت اکفانهم وابدانهم ومن ھٰذایظهرانهاکانت سالمة وقدمرعلی دفن الصحابة نحوالف ومائتی عام۔فتنف الف مرة لملااسماعیل ومقلدیه من الوهابیة المسودة الوجوہ حیث یعتقدون فی ذاته المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مثل ھٰذہ العقیدة النجسة التی لاتلیق بمسلم۔اعاذاللہ سبحانه وتعالیٰ اهل السنة والجماعة من وخامة صحبتهم۔(الازهری)

[اہلاک الوہابین فی توحید قبورالمسلمین، معرب، ص۲۹]

تاج الشریعہ کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے:

یعنی علامہ احمد بن علی بصری کے قول میں گزراکہ جب شہدااور صحابہ کرام علیہم الرحمۃ

والرضوان کے مزارات مندم کئے گئے توان کے کفن اوربدن ظاہر ہوئے۔جس سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کے کفن اور جسم محفوظ تھے حالانکہ ان کی تدفین کوبارہ سوسال کاعرصہ گزرچکا تھا۔ہزار بار تف ملااسماعیل اوراس کے وہابی کالے چہرے والے پیروکاروں پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے اسی طرح کاناپاک عقیدہ رکھتے ہیں جو مسلمان کے لائق نہیں ۔اللہ پاک اہل سنت وجماعت کوان کی ناپاک صحبت سے محفوظ فرمائے۔

اس عبارت سے تاج الشریعہ نے اسماعیل دہلوی کی تفویۃ الایمان میں مسطورعقیدہ، معاذاللہ، نبی مر کر مٹی میں مل گئے ، کی طرف اشارہ کیاہے۔اوریہ باورکرانے کی کوشش کی ہے کہ جب صحابہ کرام اور شہدائے عظام کے بارہ سوسال کے بعد بھی جسم اور کفن سلامت ہیں تو نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ کہ مر کر مٹی میں مل گئے یقیناناپاک عقیدہ ہے اوریہ کسی مسلمان کے لائق نہیں۔اللہ پاک ان ناپاک عقیدے والوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری کے حوالے سے یہ دوچند مثالیں پیش کی گئی ہیں جس سے اہل علم اورارباب ذوق تاج الشریعہ کے علمی معیاراوران کے تحقیقی مقام کابخوبی اندازہ لگاسکتے ہیں۔یہ اوراق تفصیل کے متحمل نہیں ہیں۔ورنہ مزید تفصیل پیش کی جاتی۔

دعاہے اللہ پاک اس مختصر تحریرکوشرف قبول عطافرمائے اور تاج الشریعہ کے مزارپرانوارپررحمت ونورکی بارش نازل فرمائے۔ اوران کے صدقے میں ہم کوخصوصی رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔

[ماہنامہ پیغام رضا احبین کا"تاج الشریعہ نمبر ۳۰ اگست ۲۰۱۸ء۱۸: ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ" ص ۱۵۷ تا ۱۶۵]

تاج الشریعہ کے ہندوستانی

تبلیغی دورے

تاج الشریعہ قدس سرہ کی ذات یکتائے روزگار تھی۔ تاج الشریعہ خود میں ایک انجمن تھے۔ان کی گوناگوں خوبیاں ، کمالات ، اوراوصاف حمیدہ سے زمانہ بخوبی واقف ہے۔ نسب وحسب، علم وعمل، صورت وسیرت، تقوی وطہارت، تدریس وتصنیف، افتا وقضا، قیادت وسیادت، امامت وامارت، تبلیغ وخطابت جس زاویہ سے آپ کو دیکھا جائے اپنی مثال آپ ہی تھے۔

ہم یہاں اپنے عنوان کے پیش نظر حضرت کے ہندوستانی تبلیغی دوروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اس یقین کے ساتھ کہ اس مضمون میں حضرت کے تبلیغی تمام دوروں کا احاطہ ناممکن ہے۔ البتہ اس امید سے تفصیل پیش کریں گے کہ قارئین حضرات، حضرت کے تبلیغی دوروں کی اس مختصر روداد سے حضرت کی مبلغانہ شان وعظمت اور منصب خطابت کا آبانی اندازہ لگا سکیں۔

ابتدائے عمر میں ہی حضرت کو خطابت پر عبور حاصل ہو گیا تھا۔ اور کیوں نہ ہو تا مفتی اعظم ہند کی صحبتوں سے مستفیض جو تھے۔ مفتی اعظم ہند کے ساتھ جلسوں میں آپ کی شرکت اور گاہے بگاہے مفتی اعظم ہند کی موجودگی میں خطابت آپ کی شہرت ومقبولیت کے لیے سند کا درجہ رکھتی تھی۔ آپ نے ملک وبیرون ملک بے شمار تبلیغی دورے فرمائے ہم ان دوروں میں سے صرف ملکی چند دوروں کا ذکر اور جلسوں، کانفرنسوں میں آپ کی شرکت وخطابت کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ہندوستانی دورے

ہندوستان کی زمین مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کے لیے دوسرے ملکوں کے مقابل بہت ہی نرم رہی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں جیسامذہبی ماحول پوری دنیامیں دیکھنے کو نہیں ملتاہے۔ادب، جذبات،وارفتگی،عبادت، علم اور عمل میں ہندوستانی مسلمان اپنی مثال آپ ہے۔یہاں جلسے اور جلوس جس کثرت سے ہوتے ہیں شاید ہی کسی اور ملک میں ہوتے ہوں۔ مذہبی روایات میں ہندوستانی مسلمان پوری دنیاسے سبقت لے گئے ہیں۔اس ہندوستان میں چھوٹے بڑے جلسے میلاد عموماًروزانہ ہوتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے ملک کے قریب قریب سبھی حصوں میں دورے فرمائے۔کچھ دوروں کی تفصیل ملاحظہ ہو:

حضرت کے پروگرام اس قدر ہوتے کہ کئی کئی ماہ قبل تاریخ لیناپڑتی۔بہت سے لوگ جلسہ میں بھیڑ اکھٹا کرنے کے لیے حضرت کانام پوسٹر میں ڈال دیتے اور حضرت کواطلاع بھی نہیں دیتے۔سنی دنیاکے درج ذیل اطلاع نامہ سے حضرت کی تبلیغی سرگرمیوں کااندازہ لگایاجاسکتاہے۔ملاحظہ ہو:

”حضرت علامہ اختر رضاخان صاحب قبلہ ازہری اپناپروگرام سلسلہ وارنمبر سے دیتے ہیں جن کی دعوت پہلے آتی ہے انہیں پروگرام پہلے ملتاہے لہٰذا بروقت پروگرام نہ مانگ کر کم ازکم چھ ماہ قبل دعوت کی اطلاع دیں۔ حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کاپروگرام ان کے خادم خاص اور رفیق سفر جناب عبدالنعیم صاحب عزیزی دیتے ہیں۔اوراس سلسلہ میں کسی کے ساتھ نہ خصوصی رعایت برتی جاتی ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ زیادتی۔بلکہ جوپہلے رابطہ قائم کرتاہے وقت خالی ہونے پراسے پہلے پروگرام دیاجاتاہے۔اگرکسی وجہ سے حضرت پروگرام میں شرکت نہیں کرپاتے تواس کی اطلاع دے دی جاتی ہے۔اوراگرکوئی صاحب زادراہ بھی بھیج دیتے تووہ فوری واپس کردیاجاتاہے۔لہٰذاپروگرام کے سلسلے میں کوئی بھی صاحب غلط

فہمی میں مبتلا نہ ہوں اور نہ ہی اس کے لیے کسی کو ذمہ دار اور موردالزام ٹھہرائیں۔

[سنی دنیا، اگست، ستمبر ۱۹۸۳ء ص ۸۸]

نیز یہ بھی ملاحظہ ہو:

"حضرت علامہ ازہری صاحب کے پروگرام کی ۵/جون ۱۹۸۳ء تک کی تاریخیں بھری ہوئی ہیں۔

لہٰذا پروگرام کے لیے تاریخ مانگنے والے حضرات بعد عید کے لیے ہی لکھیں۔ حضرت کے جو پروگرام لگے ہیں ان میں ان کی شرکت اس وقت ہو سکتی ہے جب وہ ہندوستان میں موجود رہے اور اگر غیر ملکی دورہ پر چلے گئے تو تمام تاریخیں منسوخ سمجھی جائیں گی۔ حضرت کے غیر ملکی دورہ پر جانے سے قبل البتہ ان حضرات کو مطلع کر دیا جائے گا جن کو پروگرام دئے گئے ہیں۔ کسی جلسہ یا کانفرنس کے پوسٹر میں حضرت ازہری صاحب کے نام کے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں وہ شرکت فرما رہے ہیں یا شرکت کی منظوری دے دی ہے کسی جلسہ میں اگر حضرت کا نام دیا گیا اور حضرت نے شرکت نہیں فرمائی ہے اور اس جلسہ میں کوئی غیر شرعی حرکت ہوتی ہے تو ذمہ داری حضرت پر عائد نہیں ہو گی۔"

[سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء ص ۳۴]

یوں تو ملک و بیرون ملک بہت سے جلسوں، کانفرنسوں سیمیناروں میں آپ نے شرکت فرمائی ہم یہاں بس چند ملکی دوروں کا ذکر کریں گے۔

بریلی شریف:

بریلی شریف آپ کا آبائی وطن ہے۔ یہاں تو آپ نے کس قدر خطابات کئے ہوں گے اس کا اندازہ لگانا ایک مشکل امر ہے۔ البتہ کچھ جلسوں، کانفرنسوں میں آپ کی شرکت و خطابت کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

پہلا یوم رضا

امام اہل سنت کی ولادت کی مناسبت سے ملک بھر میں دس شوال المکرم کو یوم رضا منایا جاتا ہے۔ بریلی شریف میں اس سلسلہ میں پہلا اجلاس تاج الشریعہ کی سرپرستی میں ۱۵/ شوال مطابق ۲۶/ جولائی ۱۹۸۳ء کو منایا گیا۔ اجلاس میں کئی نامور شخصیات نے بھی شرکت کی حضرت نے اجلاس کو خطاب بھی فرمایا۔ اس اجلاس کی قدرے تفصیل ماہنامہ سنی دنیا کے حوالے سے ملاحظہ ہو:

”ویسے تو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۰/ شوال ہے اور اصولاً اسی تاریخ میں یوم رضا منایا جاتا ہے۔ لیکن قائم مقام مفتی اعظم ہند اس تاریخ میں یک مناظرہ میں شرکت کی وجہ سے یوم ۱۵/ شوال مطابق ۲۶/ جولائی نومحلہ مسجد میں حضور قائم مقام مفتی اعظم کی اوران کے برادر اصغر حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب ک زیر حمایت منایا گیا۔ بریلی شریف میں یوم رضا پہلی بار مدیر سنی دنیا عبدالنعیم عزیزی کی تحریک پر منایا گیا۔ نظامت بھی مدیر ماہنامہ نے کی۔ جلسہ کا تمام انتظام شہر کے نوجوانوں خصوصاً منور بخاری، حافظ الیاس، اور دوسرے حضرات رفیق صابری، اختر علی، انور صاحب اور بشیر استاد وغیرہ نے کیا۔ حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب و حضرت مولانا حبیب رضا خان صاحب وغیرہ نے بھی شرکت کی۔ قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ، شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ بہاء المصطفی صاحب قبلہ اور مدیر ماہنامہ نے تقریریں بھی کیں۔“ [اگست، ستمبر، ۱۹۸۳ء ص ۸۵]

پہلا یوم مفتی اعظم

پہلے یوم رضا میں ہی یوم پیدائش مفتی اعظم کا بھی اعلان کر دیا گیا تھا۔ اور بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم ہند کی ولادت کی مناسبت سے یہ پہلا اجلاس تھا۔ اس اجلاس کی سرپرستی بھی

تاج الشریعہ نے فرمائی اور حضرت نے خطاب بھی فرمایا: روداد پیش ہے ملاحظہ ہو:

”یوم رضا کے موقع پر ہی اعلان کر دیا گیا تھا کہ اس سال سے یوم مفتی اعظم منانے کی شروعات بھی کر دی جائے گی۔ یہ عبد النعیم عزیزی صاحب کی تحریک پر ہوا۔ حضرت مفتی اعظم کا یوم پیدائش ۲۲؍ذی الحجہ ہے۔ لیکن چوں کہ حضرت علامہ ازہری صاحب کو حج وزیارت کے لیے جانا تھا اس لیے ارکان بزم رضائے مصطفی نے اسے جامع مسجد بریلی شریف میں پہلے ہی منالیا۔ یہ جلسہ علامہ ازہری صاحب قبلہ کی سرپرستی اور خطیب جامع مسجد مولانا سید سخاوت حسین صاحب کی صدارت میں انجام پذیر ہوا۔ نظامت کے فرائض عبد النعیم عزیزی صاحب نے انجام دئے۔ علامہ ازہری صاحب قبلہ، مولانا محمد احمد صاحب کانپوری اور عزیزی صاحب نے تقریریں کیں۔ جلسہ کا اہتمام نفیس خاں نوری، مرزا طاہر بیگ، شموخاں وغیرہ نے کیا۔“ [ماہنامہ سنی دنیا: اگست، ستمبر، ۱۹۸۳ء ص ۸۵]

جامعہ نوریہ رضویہ کا پہلا جشن دستار فضیلت

جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف ملک کے ممتاز اداروں میں ایک ہے۔ ۷،۸؍شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱، ۲۲؍مئی ۱۹۸۳ء، کو اس ادارہ کا پہلا جشن دستار فضیلت ہوا۔ ۱۴؍طلبا فضیلت سے فارغ ہوئے۔ تاج الشریعہ نے بانی و سربراہ کی حیثیت سے شرکت بھی فرمائی اور علم کی فضیلت پر خطاب بھی فرمایا۔ اجلاس کی روداد سے مطلوبہ اقتباس ملاحظہ ہو:

”جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کا پہلا جشن دستار فضیلت ۷،۸؍شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱، ۲۲؍مئی ۱۹۸۳ء، اکبری مرزائی مسجد گھیر جعفر خاں صاحب میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوا...... بانی و سربراہ قائم مقام مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے فضیلت علم پر مختصر مگر جامع روشنی ڈالی۔“

[ماہنامہ سنی دنیا: جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۷۲]

کنزالایمان پر پابندی کے خلاف جلسہ

امام اہل سنت کا ترجمہ قرآن کنزالایمان دنیا کے سارے تراجم میں ممتاز و نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ تراجم قرآن میں جو شہرت امام اہل سنت کے ترجمہ کنزالایمان کو حاصل ہے پوری دنیا میں وہ کسی اور ترجمہ کو حاصل نہیں۔ کنزالایمان اہل سنت کے عقائد و نظریات کا محافظ و مؤید اور باطل شکن ترجمہ ہے۔

۱۹۸۲ء میں جب سعودی حکومت اور حکومت ایران نے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر پابندی لگائی تو علمائے حق نے دونوں حکومتوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جلسے جلوس، سیمینار وغیرہ کئے گئے سعودی اور ایرانی حکومت کے خلاف میمورنڈم پیش کئے گئے۔ علاوہ ازیں ترجمہ کنزالایمان پر پابندی کے اسباب معلوم کئے گئے اور ان کے علما کو چیلنج مناظرہ بھی دیا گیا۔ اسی سلسلہ میں ایک احتجاجی جلسہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف کے میدان میں ۲۴؍ ستمبر ۱۹۸۲ء کو منعقد ہوا۔ جس میں کنزالایمان پر پابندی کے حوالے سے تجاویز پاس کی گئیں۔ اس کے علاوہ ۲۵؍ صفر کو موتی پارک بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور اس میں پانچ رکنی مرکزی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کا چیرمین تاج الشریعہ کو نامزد کیا گیا۔ اور حضرت کی طرف سے سعودیہ و ایران کے سفارت خانوں کو میمورنڈم بھی دیئے گئے۔ ملاحظہ کریں۔ ماہنامہ لکھتا ہے:

”۲۴؍ ستمبر کو جامعہ نوریہ رضویہ کے میدان میں حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب قبلہ کی قیادت میں ایک احتجاجی جلسہ ہوا اور ترجمہ قرآن کنزالایمان پر سے پابندی ہٹانے کے سلسلہ میں تجاویز پاس ہوئیں۔ ۲۵؍ صفر کو رات میں موتی پارک بریلی شریف میں ایک شاندار اعلیٰ حضرت کانفرنس منعقد ہوئی۔.... اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن پر سے پابندی ہٹانے کے سلسلے میں حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب، حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب، حضرت

مولاناضیاء المصطفی صاحب ،حضرت مولاناسید مظفر حسین صاحب ایم پی اورحضرت مولاناسید اسرار الحق صاحب ایم پی پر مشتمل ایک پانچ رکنی مرکزی کمیٹی کی تشکیل بھی کی گئی ہے۔ جس کا چیرمین حضرت علامہ مفتی اختر رضاخاں صاحب کو مقرر کیاگیاہے۔اس سلسلہ میں حضرت اختر رضاخاں صاحب کی طرف سے ممالک نجدیہ وایران کے سفارت خانوں کو میمورنڈم بھی دئے گئے ہیں۔ کہ اگر پابندی کی خبر جھوٹی ہے تو وہ جلد اس کی تردید کریں۔ اوراگر خبر صحیح ہے توپابندی کی وجہ بتائیں اورہمارے علماسے جہاں چاہیں اس میں مناظرہ کرلیں کہ ترجمہ اعلیٰ حضرت صحیح ہے۔اور مسلک اعلیٰ حضرت ہی حق ہے۔“

[سنی دنیا، جنوری ۱۹۸۳ء ص۵،۴]

کھیلم ضلع بریلی

ضلع بریلی کے ایک گاؤں کھیلم کے ایک اجلاس میں تاج الشریعہ نے صدارت فرمائی اور بہت سے افراد کو داخل سلسلہ فرمایا۔ ملاحظہ ہو:

”حضرت علامہ ازہری صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا....بے شمارلوگ حضرت سے مرید ہوئے۔“[جون،جولائی ۱۹۸۳ء ص ۴۷]

ادارۂ شرعیہ بہار کے وفد کادورۂ آسام

تاج الشریعہ اورادارہ شرعیہ بہار کے سرپرست رئیس القلم علامہ ارشدالقادری اور دیگر چند معتمد علماکے ایک وفد نے ۴؍جنوری ۱۹۸۷ء سے ۱۲؍جنوری تک آسام کے دورے کئے۔ آسام کے ناگفتہ بہ حالات کے پس منظر میں جابجاخطابات ہوئے۔اہل آسام کو صبر واستقامت کی تعلیم دی گئی۔حالات سے نبرد آزمارہ کرباطل سے پنجہ آزمائی کادرس دیاگیا۔ماہنامہ قاری سے تفصیل ملاحظہ ہو:

”حضرت مولاناعابد حسین نوری سربراہ انجمن تنظیم المسلمین تین سکیاکی دعوت پر ۴؍جنوری

۱۹۸۷ء سے ۱۲؍ جنوری تک ادارئہ شرعیہ بہار کے ایک وفد نے آسام کا دورہ کیا۔ شرکائے وفد میں شہزادئہ اعلیٰ حضرت، مرجع اہل سنت علامہ اختر رضا خاں ازہری، ادارہ کے سربراہ علامہ ارشد القادری، تنظیم المسلمین بائیسی کے مفتی حضرت مولانا محمد ایوب مظہر، مہتمم حضرت مولانا رحمت حسین کلیمی اور مدیر سنی دنیا حضرت مولانا عبد النعیم عزیزی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں ۔ارکان وفد نے تین سکیا، مار گریٹا، ڈگیوتی ہیجوباڑی، ڈیرا گڑھ، منگل دیسی، جورہاٹ اور گوہاٹی میں بڑے بڑے اجتماعات کو خطاب کیا۔ مسلمانان آسام کے مسائل کے حل کا جائزہ لیتے ہوئے وفد نے محسوس کیا کہ اب ایک یقینی مستقبل کے لیے ان کی قوت ارادی جوان ہو گئی ہے۔ پہلے جیسا خوف وہراس اب ان کے اندر موجود نہیں ہے۔ پھر بھی وفد کے ارکان نے اپنے خطاب عام میں ہر جگہ کتاب وسنت کی ہدایات کے مطابق انہیں صبر واستقامت کے ساتھ حالات کا سامنا کرنے کی تلقین کی۔ اور یکساں سول کوڈ کے بطن سے پیدا ہونے والی مذہبی ہلاکتوں کی طرف ان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ پوری قوت کے ساتھ حکومت کی اس تجویز کی مخالفت کریں۔ نئی نسلوں کو اسلام وسنت کے ساتھ وابستہ رکھنے کے لیے دارالعلوم مخدومیہ کے نام سے ایک بہت بڑے سنی دارالعلوم کی تجدید کی گئی۔ اوردس بیگھہ رقبہ زمین پر اس کی تعمیر اور اہتمام انصرام کی پوری ذمہ داری حضرت علامہ ارشد القادری صاحب کے سپرد کی گئی۔ آسام کے اس دورہ میں حضرت علامہ ازہری کے دست مبارک پر تقریباً ساڑھے تین ہزار افراد سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔"

[ماہنامہ قاری، مارچ ۱۹۸۷ء ص ۶۳،۶۲]

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

۳۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ مطابق ۳۱؍ جنوری ۱۹۸۷ء کو عرس حافظ ملت اور جامعہ اشرفیہ

کا جلسہ دستار فضلیت ہوا۔ جس میں شارح بخاری اور دیگر معتبر علما کے ساتھ تاج الشریعہ نے بھی شرکت فرمائی۔ علما کے بیانات ہوئے۔ شارح بخاری نے اپنی تقریر میں تاج الشریعہ کی گرفتاری کے حوالے سے نجدی حکومت کی پرزور مذمت کی۔ اور ساتھ ہی اجلاس کی تجاویز میں ایک تجویز آپ کی گرفتاری کی بابت بھی پاس کی گئی جس میں کہا گیا کہ نجدی حکومت نے تاج الشریعہ کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا اس پر حکومت حضرت سے بلکہ پورے عالم اسلام سے معافی طلب کرے۔ اور حضرت کو مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کا موقع دے۔ ماہنامہ قاری کے حوالے سے اجلاس کی مطلوبہ روداد ملاحظہ ہو:

”اس کے بعد نائب مفتی اعظم ہند نے.... جانشین اعلی حضرت حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری کی سعودی عرب میں گرفتاری کی پرزور مذمت فرمائی..... ۱۱ ر بج کر ۵۵ منٹ پر قل شریف ہوا حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ نے شجرہ رضویہ پڑھا۔ اور جانشین اعلیٰ حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلی شریف، نے دعا فرمائی۔

نیز آپ کے اور دوسرے علما و مشائخ کے ہاتھوں ایک سو اکیس فارغ شدہ علما حفاظ و قرا کی دستار بندی وجبہ پوشی ہوئی...... تجاویز: حج کے موقع پر غاصب و ظالم نجدی حکومت نے مکہ مکرمہ میں مقتدائے اہلسنت حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری کو گرفتار کر کے انہیں ذہنی اذیت میں مبتلا کیا اور کروڑوں خوش عقیدہ مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا حضرت موصوف کو مدینہ منورہ جانے سے روک کر بالجبر ہندوستان واپس کر دیا آج کا یہ نمائندہ اجلاس نجدی حکومت کی سخت مذمت کرتا ہے اور اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ سعودی حکومت اپنے اس نازیبا فعل پر حضرت موصوف نیز پوری دنیائے اسلام سے معافی مانگے اور انہیں مدینہ منورہ کی زیارت کرنے کا موقع دے۔ [ماہنامہ قاری، مارچ ۱۹۸۷ء ص ۶۹]

اڑیسہ و بنگال

فروری ۱۹۸۳ء میں اڑیسہ بنگال کے بہت سے علاقوں میں تاج الشریعہ نے دورے کئے اور خطابات فرمائے۔ عموماً جلسوں میں اہل سعود اور اہل ایران کی طرف سے ترجمہ کنزالایمان پر پابندی کے خلاف تقریریں کیں اور اپنے جد امجد کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کی خوبیوں سے عوام وخواص کو روشناس کرایا۔ رسالہ سنی دنیا میں لکھا ہے:

"قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ اور ان کے خادم مدیر سنی دنیا عبد النعیم عزیزی نے راور کیلا، سندر گڑھ، سمبل پور، بیل پہاڑ، کلکتہ ڈنلپ ہوبلی وغیرہ کے دس روزہ کامیاب دورے کئے اور ہر جگہ جلسوں میں کنزالایمان پر پابندی کے خلاف احتجاج کیا۔ اور ترجمہ قرآن کنزالایمان کے محاسن پر تقریریں کیں۔"

[ماہنامہ سنی دنیا، مارچ ۱۹۸۳ء ص ۳۶]

کلکتہ، ہوڑہ، مہاراشٹر، گجرات کے دورے

مارچ اپریل ۱۹۸۴ء میں مہاراشٹر، گجرات، کلکتہ وغیرہ مختلف علاقوں کے دورے فرمائے۔ اور بہت سے احباب کو دامن کرم سے وابستہ فرمایا۔ رسالہ سنی دنیا میں لکھا ہے:

"مارچ کے دوسرے ہفتہ سے اپریل کے پہلے ہفتہ تک قائم مقام مفتی اعظم کا تبلیغی دورہ۔

قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری صاحب نے وسط مارچ سے شروع اپریل تک ضلع بدناپور کے مواضعات بہادرپور، بجھارپور، شاہ پور اور کلکتہ ہوڑہ و شہر کے مختلف علاقوں میں پروگرام دئے۔ ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

۲۲/مارچ تا ۵/اپریل مہاراشٹر و گجرات کے دورے کئے۔ یہاں بھی ہزاروں لوگ ان سے مرید ہوئے۔"

[سنی دنیا اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۵۵]

گرسہائے گنج کا جلسہ دستار فضیلت

گرسہائے گنج میں جامعہ عربیہ مظہر العلوم کے دوروزہ اجلاس دستار فضیلت کے پہلے دن آپ نے شرکت فرمائی۔رسالہ لکھتاہے:

”جامعہ عربیہ مظہر العلوم گرسہائے گنج کا دوروزہ جلسۂ دستار فضیلت ۲۲/۲۳/مارچ کو اختتام پذیر ہوا۔ ۲۲/مارچ کے پروگرام میں قائم مقام مفتی اعظم نے بھی شرکت کی۔“

[سنی دنیا اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

کانپور اور اناؤ کا دورہ

کانپور اور اناؤ کے جلسوں میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی اور بہت سے لوگوں کو شرف ارادت سے مشرف فرمایا۔رسالہ لکھتاہے:

”انجمن بانگ حرم کی جانب سے کانپور میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔اورانوارہ صفی پور اناؤ میں بھی حضرت نے ایک بڑے جلسے میں شرکت کی سیکڑوں افراد داخل سلسلہ ہوئے۔“

[سنی دنیا اپریل، مئی ۱۹۸۴ء ص ۵۶]

عمرپور ضلع کھیری

۸/جون ۱۹۸۳ء ضلع کھیری کے گاؤں عمرپور میں مفتی اعظم کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

اگلے دن لکھیم پور میں ایک مسجد کا افتتاح فرمایا۔اور بہت سے لوگوں کو داخل سلسلہ فرمایا۔رسالہ لکھتاہے:

”حضرت علامہ ازہری صاحب اوران کے خادم جناب عبدالنعیم عزیزی نے عمرپور میں ۸/جون کو مفتی اعظم کانفرنس میں شرکت کی۔اور ۹/جون کو حضرت نے لکھیم پور میں سنہری مسجد کا افتتاح کیا۔جلسہ کی صدارت فرمائی.....ان دو پروگراموں میں پچاسیوں حضرات حضرت علامہ ازہری صاحب سے داخل بیعت ہوئے۔“[جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۴۷]

شیخوپور بدایوں

بدایوں شریف کے مشہور قصبہ شیخوپور میں ۹؍جون ۱۹۸۳ء میں ایک جلسہ میں شرکت فرمائی جلسہ حضرت ہی کی سرپرستی وصدارت میں ہوا۔ یہاں بھی حضرت سے بہت سے لوگوں نے شرف بیعت حاصل کیا۔ ملاحظہ ہو:

”۹؍جون شیخوپور بدایوں میں محفل نور منعقد ہوئی۔ جلسہ کی صدارت وسرپرستی حضرت علامہ اختر رضاخاں صاحب نے فرمائی....یہاں بھی کافی لوگ حضرت سے داخل سلسلہ ہوئے۔“

[جون، جولائی ۱۹۸۳ء ص ۴۷]

ادری میں جشن غوث الوریٰ

جولائی ۲۰۰۸ء ادری ضلع مؤ کے جشن غوث الوریٰ میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی۔ اہل محبت نے والہانہ استقبال کیا۔ بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ مدارس اور مختلف تنظیموں کے ذمہ داران نے حضرت سے شرف لقا حاصل کیا۔ مسلک اعلیٰ حضرت دین حق ہی کا نام ہے اس حوالے سے حضرت نے عمدہ خطاب فرمایا۔ اور حضرت ہی کی دعاؤں پر اجلاس اختتام کو پہنچا۔ تفصیل ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور سے ملاحظہ ہو:

”۵ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ کو انجمن ملت اسلامیہ کے زیر اہتمام جشن غوث الوریٰ کے حسین موقع پر تاج العلماء حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری ادری تشریف لائے۔ سیکڑوں عاشقان امام احمد رضا نے ٹیکسی اسٹینڈ پر ان کا عظیم الشان استقبال کیا قطار در قطار عاشقان شوق کا یہ قافلہ نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ جلوس کی شکل میں حضرت کو قیام گاہ تک لایا۔ چند ساعت آرام کے بعد پروانوں کی بھیڑ پھر جمع ہونا شروع ہوگئی۔ جوق در جوق لوگ سلسلے میں داخل ہو رہے تھے اور یہ سلسلہ عشاء بعد تادیر قائم رہا ادھر جلسہ غوث

الوری کی کاروائی شروع ہو چکی تھی۔ نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ یہ جلسہ ۳؍ بجے شب تک جاری رہا۔

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری نے دو گھنٹہ تک انتہائی موثر خطاب فرمایا۔

پھر تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازھری میاں صاحب نے خطاب فرمایا۔

حضرت نے ایمان افروز تقریر کی مسلک اعلیٰ حضرت کو واضح فرمایا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے، بلکہ ان کا طریقہ صحابہ تابعین و صالحین کا طریقہ تھا۔ انہوں نے اسلاف کے مسلک کی ترجمانی کی۔ حضرت کی زیارت کے واسطے مختلف اضلاع سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ مختلف مدارس و تنظیموں کے صدر و معتمد و اراکین نے حضرت سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کیا صلاۃ و سلام کے بعد حضرت کی رقت انگیز دعاؤں کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔

[ماہنامہ اشرفیہ ستمبر ۲۰۰۰ء صفحہ نمبر ۵۵]

بھلوئی میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ

قصبہ بھلوئی میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اجلاس منعقدہ ۳؍ فروری ۱۹۸۷ء میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی اور نصیحت آمیز خطاب فرمایا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ قاری کی درج ذیل خبر:

”مورخہ ۳؍ فروری ۱۹۸۷ء

قصبہ بھلوئی جامعہ بازار میں ایک شاندار جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت حضرت علامہ الحاج مولانا شبیہ القادری صاحب بانی غوث الوریٰ عربی کالج منعقد ہوا جس میں میزان شریعت حضرت علامہ الحاج اختر رضا خاں سجادہ نشین حضرت مفتی اعظم بریلی شریف

.....نے شرکت فرما کر جلسے کو خطاب کیا اور اپنے پند ونصائح میں ہزاروں کے مجمع کو اسلامی حدود میں زندگی گزارنے کی دعوت دی۔''

[ماہنامہ قاری اپریل۱۹۸۷ء صفحہ نمبر ۷۵]

ممبئی میں عرس مفتی اعظم

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا وصال ۱۳؍ نومبر ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ آپ کے سہ ماہی عرس کے سلسلے میں ممبئی مستان تالاب ناگپاڑہ میں آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما کے زیر اہتمام تاج الشریعہ کی صدارت میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ اور بہت سے نامور علمانے شرکت فرمائی۔ تاج الشریعہ کا معرکتہ الآرایاد گار خطاب ہوا۔ اجلاس کی تفصیل ملاحظہ ہو:

''بمبئی ۹؍ فروری کو مستان تالاب ناگپاڑہ پر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کے زیر اہتمام حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان صاحب بریلوی کے سہ ماہی عرس کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ عام زیر صدارت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب بریلوی نواسہ مفتی اعظم ہند و صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء منعقد کیا گیا۔ جلسے کا افتتاح حضرت مولانا قاری تراب علی خطیب مینارہ مسجد نے تلاوت قرآن پاک سے کیا اناونسنگ کے فرائض مولانا منصور علی نے انجام دیے کم و بیش پچاس علماء وائمہ مساجد نے شرکت فرمائی۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی صاحب نے حضور مفتی اعظم ہند کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سنی مسلمان صرف حضور مفتی اعظم ہند کے عمل کو اپنالیں تو ہماری نجات ہے۔ مفتی اعظم ہند کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے نظامی صاحب نے فرمایا کہ علماء مفتی اعظم ہند کو متقی کہتے ہیں۔ لیکن وہ متقی نہیں بلکہ تقویٰ تھے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے صدر جلسہ مولانا اختر رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ وہ عمل نہیں تھے بلکہ عمل تھے مفتی نہیں تھے بلکہ فتویٰ تھے۔ اس کی

تشریح کرتے ہوئے صدر جلسہ مولانا اختر رضا خان صاحب نے فرمایا کہ مفتی اعظم ہند کا ہر فعل ہر قول ہمارے لئے فتوی ہے۔ دنیا جب تک رہے گی حضرت مفتی اعظم کا فیض اس عالم پر رہے گا۔"

[ماہنامہ المیزان ممبئی مارچ ۱۹۸۲ء ص ۱۱،۱۰]

املنیر ضلع جلگاؤں کا جلسہ

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی پیدائش ۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے سو سال ہو جانے پر یعنی ۱۴۱۰ ہجری کو دارالعلوم عباسیہ کی بزم رضا جمیعۃ الطلبا املنیر ضلع جلگاؤں کی طرف سے صد سالہ جشن کی تقریب رکھی گئی۔ جس میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی اور ہزاروں لوگوں کو دامن کرم سے وابستہ فرمایا۔ ماہنامہ قاری کے حوالے سے اجلاس کی تفصیل اس طرح ہے۔

"مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو املنیر میں بزم رضا جمیعۃ الطلبا دارالعلوم عباسیہ کی جانب سے صد سالہ جشن حضور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی منایا گیا۔ جس میں جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خان ازہری صاحب نے شرکت فرمائی ہزاروں کی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے" [ماہنامہ قاری دہلی فروری ۱۹۹۰ء ص ۷۶]

پانچوں پیرن سلطان پور

۳/ مئی ۲۰۱۱ء مطابق ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ کو الجامعۃ القادریہ پانچوں پیرن سلطان پور کے ایک اجلاس میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی۔ بڑے ہی محبت آمیز انداز اور والہانہ طریقہ سے آپ کا استقبال کیا گیا۔ بہت سے افراد کو داخل سلسلہ فرمایا۔ اور بہت ہی عمدہ اور یادگار خطاب فرمایا۔ بیعت کا مقصد بتاتے ہوئے لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے اور بدمذہبوں سے بچنے کا حکم دیا۔ فرائض وواجبات اور سنن کو وقت پر ادا کرنے کی تلقین

فرمائی۔ صلح کلیوں سے دور رہنے اور خود متحد رہنے کا حکم فرمایا۔اس اجلاس کی پوری تفصیل رسالہ ”سہ ماہی امجدیہ“میں جس طرح بیان کی گئی ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔اس لیے ہم پوری تفصیل بعینہٖ نقل کر دیتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

”پہلی بار تاج شریعت آفتاب علم وحکمت ماہتاب شریعت وطریقت اختر برج ہے ہدایت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سلطان پور کی سرزمین کو شرف بخشا اور مولانا محمد محمود رضوی کو اپنی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔۳۱رمئی ۲۰۱۱ء بروز منگل سلطان پور کے لیے ایک تاریخی اور یادگار دن تھا۔ الجامعۃ القادریہ کی دعوت پر پہلی بار پانچوں پیرن سلطان پور کی سرزمین پر دنیائے اسلام کی معروف اور مقتدر ہستی فقیہ اسلام تاج شریعت وارث علوم مجدد دین وملت نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری جانشین مفتی اعظم و قاضی القضات فی الہند کی جلوہ گری کیا ہوئی، کہ ہر سو مرحبا یا سیدی مرحبا کے روح پرور نعروں سے پورا سلطانپور گونج اٹھا۔سلطان پور کا چپہ چپہ اپنے آقائے نعمت پیشوائے امت کے دیدار کے لئے بے قرار اور ایک جھلک پانے کے لیے سراپا منتظر نظر آیا۔ہر شخص اسی جلوے میں کھو جانا چاہتا تھا سب کی نگاہیں اس نوری پیکر کی راہوں میں بچھی ہوئی تھیں۔جن کا وجود اہلسنت کے لئے نعمت عظیم سے کم نہیں .....عالمگیر شخصیت کی آمد پر جس عظیم الشان پیمانے پر اہل سلطانپور نے استقبالیہ پیش کیا اس نے اپنوں اور بیگانوں سبھی کو متحیر کر دیا۔

جس طرز پر تاج الشریعہ کی آمد پر سلطان پور کو سجایا گیا وہ روح پرور منظر اپنی دل کشی اور زیبائی کیلئے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا شہر کا کونہ کونہ بقعہ نور اور ہر چونگی چوراہا اور بڑی عمارت قد آدم پوسٹروں بینروں اور استقبالیہ اگر ہیڈ نگوں سے سجا اور سنورا ہوا نظر آیا۔تاج شریعت کی آمد کیا ہوئی ایسا لگا جیسے کوئی نور کا انسان فرش زمین پر اتر پڑا ہے نور پیکر میں تراشا ہوا اہلسنت کا راج دلارا ایل محبت کی دل کی دھڑکن اور اہل عقیدت کی آنکھوں کا نور اعلیٰ حضرت

کا شہزادہ والاتبار جس کا نقش کف پا گمشتہ گان منزل کے لیے راہ ہدایت و ذریعہ نجات ہے۔ ہزارہا ہزار کا جم غفیر اہل ایمان کا ٹھاٹیں مارتا انسانی سمندر حق و صداقت کے امین اور تقوی وطہارت کے علمبردار سرخیل علمائے عصر افقہ فقہائے دہر ازہری میاں کی راہوں میں پلکیں بچھائے دیدار کی تمناؤں سے سرشار تھا۔رات کا آخری حصہ صبح طلوع ہونے کو تھی کہ شہزادہ اعلیٰ حضرت کا نورانی قافلہ صدائے اللہ اکبر کی گونج میں منبر نور پر جلوہ افروز ہوا ہر شخص ٹکٹکی باندھے ساکت و جامد اپنی اپنی جگہوں سے گردنیں لمبی کرکے وارث انبیاء کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو روشنی بخش رہا تھا لوگوں کی بھیڑ اور اہل عقیدت کے ازدہام کے سبب سیکڑوں کی تعداد میں مضبوط رضاکاروں کا دستہ تحریک خاکساران حق کی جاں باز فوج اور سرکاری پولیس کا عملہ بھیڑ کو قابو میں رکھنے کے لئے مستعد و مقرر تھا۔وہ منظر بھی کتنا حسین تھا جب ایک طرف اعلیٰ حضرت کا شہزادہ دوسری جانب محدث کبیر اور درمیان میں شہزادہ تاج الشریعہ مولانا عسجد رضا خان کے ساتھ۔۔۔ درجنوں علماء اور قائدین جلوہ بار تھے۔اور ان سب کے بھی ایسا لگ رہا تھا کہ چودھویں کا چاند زمین پر اتر آیا ہے ہر صاحب ایمان کی دلی تمنا تھی کہ ان جلووں کو اپنی نگاہوں میں بسالیں صاف شفاف نورانی چہرہ سر سے پیر تک انوار و تجلیات میں ڈوبی ہوئی ذات کی رعنائیوں کو لفظوں کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا وہ کیف آور لمحے محسوس کئے جاسکتے ہیں بیان نہیں ہوسکتے۔تاج شریعت کی زبان کھلی تو ہر طرف سناٹا چھا گیا ایسا لگا کہ زبان شہزادے کی ہے اور تکلم امام احمد رضا فرمارہے ہیں شہزادے کی اداؤں میں مفتی اعظم کی زندگی کے نقوش صاف جھلک رہے تھے۔ہونٹ ہلے اور پھولوں کی برسات ہونے لگی فرمائش پر وہ سوئے لالہ زار کے چند بند ترنم میں پیش فرمائے۔پھر مرشد عرب و عجم اور داعی و مصلح کے دست کرم میں ہزاروں خواتین و حضرات نے اپنا ہاتھ دے کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غلاموں کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا وعظ کے چند کلمے ارشاد فرمائے جو

تمام مریدان باصفا اور پیران باوفا کے لیے رہنما اور ضروری اصول کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری بیعت کا اصل مقصد یہ ہے کہ اہلسنت کے پاکیزہ مذہب اور اعلیٰ حضرت کے مسلک پر سختی سے قائم رہیں دیوبندیوں وہابیوں اور تمام گمراہ فرقوں سے احتراز کلی کریں فرائض وواجبات اور سنن کو ان کے وقتوں پر ادا کریں جو لوگ دنیا کے حرص وہوس میں مبتلا ہو کر خدا اور رسول کے دشمنوں سے اختلاط اختیار کر رہے ہیں ان کا یہ طریقہ مذہب اور مسلک کے سخت خلاف ہے اس سے سب بچیں اور اہل سنت آپس میں متحد ہوں۔"

[سہ ماہی امجدیہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۱ء صفحہ ۶۰،۵۹]

مشتے نمونہ از خروارے تاج الشریعہ کے ہندوستانی دوروں کی چند جھلکیاں تھیں۔ تفصیل کے لیے دفتر درکار اور تمام دوروں کا احاطہ مشکل۔ ان چند مثالوں سے حضرت کی داعیانہ شان وعظمت اور مبلغانہ قدر ومنزلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تاج الشریعہ اپنے دور کے ایک عظیم مبلغ اور بے مثال خطیب ومقرر تھے۔ اللہ پاک ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے صدقہ ہمیں بھی مذہب ومسلک کی تبلیغ، ترویج، اشاعت اور خدمت کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

ماہنامہ سنی دنیا کا نقوش تاج الشریعہ نمبر،
بابت ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ، محرم الحرام ۱۳۴۰ھ
مطابق ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۸ء ص ۱۰۴۹ تا ۱۰۵۷۔

تاج الشریعہ اور مکتوبات و مراسلات

انسانوں میں مکتوب نگاری کارواج صدیوں پرانا ہے۔اسے خاص کسی صدی سے مختص کرنااور یہ کہنا کہ مکتوب نگاری فلاں صدی میں شروع ہوئی بس اندازوں پر منحصر مانی جاسکتی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔اہل علم کے نزدیک انبیاے کرام میں خاص کر سلیمان علیہ السلام اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط عموماً زیر بحث رہے ہیں۔اوراسلاف میں شیخ مجدد الف ثانی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے مکاتیب کو کافی شہرت حاصل ہوئی ہے۔بر صغیر میں دیگر علماودانشوارن قوم کے مکتوبات سے قطع نظر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے مکاتیب کو بھی خوب پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔اوراس سے اہل علم نے خوب استفادہ بھی کیاہے اور کررہے ہیں آگے بھی کرتے رہیں گے۔

اردونثر کی بات کریں تومکتوب نگاری اردونثر کی ایک باضابطہ اور مستقل صنف شمار کی جاتی ہے۔یہ صنف اپنے آپ میں بڑی وسعت کی حامل ہے۔اس میں کسی عنوان، کسی موضوع، کسی خاص فکریا کسی خاص انداز کی قید نہیں ہے۔اردونثر کے اسلوب کے دائرے میں مافی الضمیر بیان ہوجائے بس مکتوب ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔یہاں ایک بات کا خیال رہے کہ مکتوب نگاری اور مراسلہ نگاری یہ الگ دوصنف نہیں ہیں بلکہ ایک ہی صنف میں دونوں شامل ہیں۔اس میں اگر غور کیاجائے توکوئی بڑافرق بھی نہیں ہے مکتوب اور مراسلہ ایک ہی چیز کانام ہے دونوں کاماخذومرجع ایک ہی ہوتاہے البتہ مرجع الیہ دوہوتے ہیں۔مکتوب جسے خط سے تعبیر کرتے ہیں وہ خاص ہوتاہے کسی شخص کے نام کسی مجلس کے نام چنداحباب کے نام۔

اور مراسلہ عام ہوتاہے پوری قوم کے نام۔

مکتوب خفیہ رکھاجاتاہے اور مراسلہ کوعام اور ظاہر کیاجاتاہے۔الغرض مکتوب ومراسلہ اپنی

اصل اوراپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے توایک ہی ہیں البتہ مرجع الیہ اور مرسل الیہ کے اعتبار سے مختلف ہیں، اسی لیے اہل علم کے یہاں مکتوب اور مراسلہ دونوں کومکتوبات ہی میں شمار کیاجاتاہے۔دور حاضر میں مکتوب نگاری کا چلن آخری سانسیں لیتا نظر آرہاہے۔ایک دہائی پہلے تک مکتوب نگاری کاخوب دوررہا،مگراب انٹرنیٹ سے میل کی آمدورفت،وہاٹس ایپ ٹیلی گرام اوردیگر سوشل میڈیائی سروسز سے پیغام رسانی کافی حدتک آسان ہونے کے سبب خطوط نگاری کاسلسلہ ختم ساہوگیاہے۔مگراس کے باوجود بھی خطوط نگاری کی اہمیت وافادیت اب تک برقرارہے۔اس کی زندہ مثال اکابر علماومشائخ ودانشوران قوم کے مکاتیب وخطوط کی ترویج و اشاعت ہے۔جودن بدن ترقی پارہی ہے۔اس صدی میں جس قدرمکتوبات ومراسلات کے مجموعے شائع ہوئے اور جس قدراسلاف کے مکتوبات پر کام ہوا پچھلی صدیوں میں اس کاعشر عشیر بھی نہیں پایاجاتا۔

ہم یہاں یہ بھی باورکرادیں کہ مکتوب ومراسلہ کی اہمیت وافادیت مکتوب نگارکی ذات پر منحصرہوتی ہے۔ذات جس قدرمعتبرومستندہوگی خط کواسی قدراستنادواعتبارکی نگاہ سے دیکھاجائے گا۔نبی کریم ﷺ کے خط کے مقابلے کائنات میں کسی کاخط نہیں رکھاجاسکتاکیوں کہ ذات اس قدربلندوبالاہے کہ اس کے مقابلے کاامکان ہی نہیں ہے۔توپھرخط کاکیامقابلہ؟درجہ بدرجہ یہ سلسلہ نیچے تک رہے گا۔جوجس قدرمعزز،مکرم،معتبر،مستند،ہوگا خط کوبھی اسی اعتبارسے عزوتکریم استنادواعتبارحاصل ہوگا۔مکتوب نگاری کے حوالے سے اس مختصرتمہیدکے بعدہم اپنے عنوان کی طرف رخ کرتے ہیں اوراپنے عنوان کے پیش نظر، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے خاندان کے چشم وچراغ،اہل سنت کے مایہ نازعالم، قاضی القضاۃ فی الہند،تاج الشریعہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی محمداختررضاخان صاحب قادری،نوری،ازہری،بریلوی،نوراللہ مرقدہ ،کی مکتوب نگاری کے حوالے سے

چند سطور قلمبند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ کے تعارف کی یہاں بالکل حاجت نہیں ہے۔کیوں کہ تاج الشریعہ خود ہی اپنا تعارف ہیں۔ علمی حیثیت، خاندانی اثرورسوخ، خانقاہی وقار، ولایتی معیار، فقہی مقام، تحقیقی مزاج، مذہبی ومسلکی تصلب، سیاسی تدبر، یہ چند وہ خوبیاں ہیں جن کے سبب تاج الشریعہ زمانہ بھر میں مشہور ہیں۔ آپ کی مکتوب نگاری میں یہ ساری خوبیاں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔

زبان کا اسلوب عمدہ وانوکھا، تحریر خوبصورت، انداز بیان سلیس ورواں، آپ کے مکاتیب کا اہم حصہ ہے۔ آپ کے مکاتیب ومراسلات ،مذہبی، شرعی، سیاسی، سماجی، ہر موضوع پر موجود ہیں۔ آپ کے خط اکابر علما، تلامذہ وخلفا اور ارباب علم ودانش اور اہل سیاست کے نام ہوا کرتے تھے۔ البتہ آپ سے علما، دانشوران قوم، کے علاوہ عام طبقہ نے بھی بذریعہ مکتوب اکتساب فیض کیا ہے۔ ہم یہاں آپ کے ارسال کردہ چند خطوط ومراسلات اور چند آپ کی بارگاہ میں موصول ہونے والے خطوط نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مکتوبات تاج الشریعہ بنام ارباب علم ودانش

مکتوب بنام فقیہ اعظم ہند مفتی عبدالرشید نعیمی فتحپوری

حضور تاج الشریعہ کے اکابر سے بہت ہی گہرے روابط تھے۔ مفتی عبدالرشید نعیمی فتحپوری کا شمار اکابر ومشاہیر علما میں ہوتا ہے۔ آپ کو صدرالافاضل کے چہیتے شاگردوں کی صف میں ممتاز ونمایاں مقام حاصل تھا۔ تاج الشریعہ کو جب اپنے برادر اکبر حضور ریحان ملت کے ذریعہ خبر ملی کہ فقیہ اعظم کی طبیعت علیل ہے تو آپ نے مزاج پرسی کے لیے ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں علالت کا ذکر کرتے ہوئے صحت یابی کی اطلاع دینے کے لیے عرض کیا اور فقیہ اعظم بلکہ اکابر علما کا سایہ سنیوں

پر درازر ہے یہ دعا بھی فرمائی۔ علاوہ ازیں فقیہ اعظم نے کچھ کتابوں کا مطالبہ کیا تھا جس پر چند کتابوں کی دستیابی کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا کہ وہ ارسال کر دوں گا اور مابقی ملنے پر بھیجوں گا۔ ملاحظہ ہو فقیہ اعظم ہند کے نام آپ کا ارسال کر دہ خط:

''مولانا المحترم ذالمجد والکرم مد ظلہ علینا

سلام مسنون

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ کل بھائی صاحب قبلہ کی تحریر سے حضور کی سخت علالت کی خبر ملی مولیٰ کریم آپ کا اور سب اکابر کا سایہ ہم سنیوں پر دراز فرمائے۔ حضور جلد اپنی صحت مزاجی کیفیت سے خبر دار فرمائیں۔ حضور نے جو کتابیں تحریر فرمائیں وہ پوری دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ ان شاء الکریم جو کچھ کتابیں میسر ہوئں جلد بھیجوں گا۔ تمام پرسان حال کو سلام مسنون عرض ہے۔ والسلام۔۔۔۔۔۔ اختر رضا ازہری غفرلہ

مکتوب بنام سید رضوان میاں نبیرۂ صدر الافاضل

چند دہائی قبل ہندوستان میں حضور صدر الافاضل قدس سرہ کی سیادت کو لے کر علما میں بحث چھڑ گئی کچھ علما کو مغالطہ ہوا کہ صدر الافاضل سید نہیں ہیں۔ اور پھر یہ مسئلہ کافی زور پکڑ گیا۔ حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ نے اس سلسلہ میں کسی موقع پر مبہم انداز میں کچھ فرمادیا جس سے مانعین علما کو موقع ہاتھ آگیا اور یہ بحث مزید طول پکڑ گئی۔ حضور تاج الشریعہ کے حوالے سے خانوادۂ نعیمیہ کو یہ خبر ملی تو حیرت کے ساتھ افسوس بھی ہوا۔ کہ سادات کے معاملہ میں اس قدر محتاط شخصیت کے حوالے سے یہ بات واقعی تکلیف دہ اور ساتھ ہی نقصان دہ ہے۔ خانوادۂ نعیمیہ کی طرف سے جب تحقیق حال کی گئی تو اس سلسلہ میں تاج الشریعہ نے نبیرۂ صدر الافاضل رضوان ملت حضرت سید رضوان میاں علیہ الرحمہ کے نام درج ذیل خط لکھا۔ خط میں اپنی جانب سے جس احسن طریقہ سے اور عمدہ انداز میں معاملہ کا تصفیہ فرمایا اس

سے آپ کے حسن تدبیر، دور اندیشی، منکسر المزاجی کے ساتھ سادات کے ساتھ آپ کے والہانہ لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔خط کا ایک ایک حرف پڑھے جانے سے تعلق رکھتا ہے۔ملاحظہ کریں:

محب گرامی سلام مسنون

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی علمی جلالت اور شرافت و دینداری اور خدمات دینیہ کے سبب ویسے بھی قابل احترام ہیں خانوادہ کے لیے خاص طور سے اس لیے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے ان کی اپنی ایک نسبت ہے۔ ہو سکتا ہے فقیر کی زبان سے بے خیالی میں جملہ نکل گیا ہو۔ حضور سید علامہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ العزیز ہم سب کے محترم اور آبروئے سنیت ہیں اگر آپ حضرات کو فقیر کی کسی بات سے تکلیف پہنچی ہو تو فقیر معذرت خواہ ہے۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری نوری غفرلہ۔"

[شہزادۂ رضوان ملت، حضرت سید نعیم الدین منعم میاں دام ظلہ نے خط کی کاپی عطا فرمائی]

مکتوب بنام مفتی غلام مجتبیٰ ممبئی

مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صدر مفتی دارالعلوم دیوان شاہ بھیونڈی تھانہ مہاراشٹر نے تاج الشریعہ سے لفظ ایلچی بمعنی رسول بولنے پر حکم تکفیر کے سلسلے میں چند سوالات پر مبنی ایک خط ارسال کیا۔خط میں ذکر کیا گیا کہ آپ نے سائل ذاکر حسین اشرفی صاحب کے لفظ ایلچی بمعنی رسول بولنے سے متعلق سوال کے جواب میں تحریری وزبانی بحکم فقہا کفر فرمایا ہے۔حالانکہ امام اہل سنت نے فتاوی رضویہ شریف میں جابجا نکاح کے باب میں لفظ رسول عام شخص کے لیے استعمال کیا ہے۔ جس کے سبب آپ کے خلاف بعض حاسدین نے کتاب بھی لکھی اور "علامہ اختر رضا خاں صاحب کی رو سے اعلیٰ حضرت کفر کی زد میں" سرخی کے ساتھ اشتہار بازی بھی کی

ہے۔لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ لفظ رسول کے جائز مواقع کیا ہیں اور اس کے کفر ہونے کی علامت کیا ہے؟

تاج الشریعہ نے مفتی غلام مجتبیٰ صاحب کے خط میں درج تین سوالات کے بالترتیب جوابات مرحمت فرمائے۔اور لفظ رسول کے استعمال کے جائز و ناجائز مواقع اور محل کی طرف بالحوالہ نشان دہی فرمائی ہے۔اور لفظ رسول کے اضافت کے ساتھ یا بغیر اضافت استعمال پر حکم شرعی بیان کیا ہے۔تاج الشریعہ کا یہ معرکۃ الآراجواب درج ذیل خط میں ملاحظہ فرمائیں۔آپ رقم طراز ہیں:

”مولانا المحترم زید مجدہ السامی............................بعد ماہو المسنون

جواب سوال نمبر(۱) میں ہندیہ کی عبارت پیش ہے جو یہ ہے

وكذلك لو قال: أنا رسول الله، أو قال بالفارسية من بيغمبرم يريد به من بيغام مى برم يكفر“

ج ۲ ص ۲۶۳: ہندیہ مطبوعہ بیروت لبنان۔

ہندیہ کے محشی و مصحح علامہ عبد الرحمن بحراوی مصری علیہ الرحمہ نے فارسی عبارت مندرجہ بالا کا ترجمہ عربی میں یوں کیا: انا رسول يريد اوصل الخبر۔

مجمع الانھر ج ۱ ص ۶۹۲: مطبوعہ بیروت لبنان میں ہے:

ويكفر لقوله انا رسول ملتقطاً۔ سردست یہ عبارتیں پیش کی جاتی ہیں اور تلاش و تتبع سے بکثرت عبارات دستیاب ہوں گی۔ مگر اس کی فرصت مجھ بیمار کو نہیں۔پھر مسئلہ خود اس قدر واضح و جلی ہے کہ اصلاً کسی تصریح کی حاجت نہیں۔کون نہیں جانتا کہ مطلق رسول جس میں کسی مرسِل کی طرف اضافت نہ ہو اس سے شرعاً و عرفاً رسول اللہ ہی مراد ہوتے ہیں۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم، تو رسول مطلق مرسَل من اللہ کے ساتھ خاص ہوا۔اس کا اطلاق بلا قرینہ مقالیہ صارفہ غیر رسول پر ضرور حرام بلکہ کفر ہوگا۔اور تاویل نہ سنی جائے

گی۔ کہ رسول شرعاً وعرفاً مرسَل من اللہ کے لئے مخصوص و متعین ہو گیا۔ اور یہ اس لفظ کا معنی متبادر قرار پا چکا، تو جب تک قرینہ مقالیہ صارفہ عن الظاہر نہ ہو، حکم وہی ہے جو فقہانے دیا۔ اور قرینہ صارف اضافت ہے۔

بالجملہ لفظ رسول جب اضافت کے ساتھ یوں بولا جائے کہ صاف آشکار ہو جائے کہ اس جگہ رسول سے وہ شرعی و عرفی معنی مراد و محتمل نہ رہے تو وہ حکم نہیں جو فقہائے کرام لفظ رسول کے اطلاق بے اضافت پر لکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ان عبارتوں میں لفظ رسول بمعنی قاصد مستعمل ہوا ہے۔ اور قرینہ مقالیہ کہ اضافت ہے صاف بتا رہا ہے کہ اس جگہ رسول اس شرعی معنی میں استعمال نہ ہوا جس کا اطلاق غیر رسول پر ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تفصیل اوپر گزری یہیں سے فرق واضح ہے اور مثالیں سیدنا اعلیٰ حضرت کے کلام میں استعمال جائز کی گزریں۔ وقس علی ضدھا ماینمع وبضدھا تتبین الاشیاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۴؍ صفر ۱۴۱۶ھ ۴؍ جولائی ۱۹۹۶ء

[نوادرات تاج الشریعہ، ص ۱۸۲]

مکتوب بنام جناب عثمان عارف گورنر اترپردیش

تاج الشریعہ کے خالہ زاد بھائی محترم سراج رضا خان صاحب اور دیگر احباب کرتولی بدایوں میں کھیتی کے سلسلے میں رہتے تھے۔ غیر مسلموں کی شرپسندی سے انہیں خطرات لاحق ہوئے تو انھوں نے تاج الشریعہ کی بارگاہ میں معروضہ پیش کیا۔ یہ معاملہ چوں کہ سیاست سے ہی بآسانی سلجھ سکتا تھا اس لیے آپ نے اپنے ایک معتقد و محب محترم جناب عثمان عارف صاحب بدایونی جو کہ اس وقت اترپردیش کے گورنر تھے۔ ان کے نام خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ وہ

اپنے سیاسی اثرورسوخ کی بنیاد پر وہاں کے غیر مسلموں کی شر انگیزی پر قابو کریں اور حضرت کے بھائیوں کے لیے آسانی بہم فراہم کریں۔ تاکہ وہ کاشت کاری میں دقت محسوس نہ کریں اور انہیں وہاں کوئی تکلیف نہ ہو۔ ملاحظہ ہو حضرت کا تحریر کردہ خط:

محب گرامی جناب عثمان عارف صاحب

سلام مسنون:

امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے فقیر آج حج وزیارت کے لئے روانہ ہو رہا ہے حامل رقعہ عزیزی سراج رضا سلمہ میرے خالہ زاد بھائی ہیں یہ خود اور میرے دوسرے برادران موضع کرتولی پوسٹ بناور ضلع بدایوں میں کاشت کے سلسلے میں رہتے ہیں وہاں غیر مسلموں کی کثیر آبادی ہے حال ہی میں کچھ فرقہ پرست عناصر نے فساد کرانے کی کوشش کی تھی اور میرے اعزا کے لیے سخت خطرہ ہو گیا تھا فی الحال معاملہ دب گیا ہے لیکن تناؤ بر قرار ہے آپ براہ کرم خصوصی توجہ دیگر پولیس کے ذریعے ایسا انتظام کرا دیں کہ آئندہ کبھی کسی طرح کے ہنگامہ کی نوبت نہ آسکے۔ والسلام

فقیر محمد اختر رضا خان قادری غفرلہ۔

[محترم فواد صاحب پاکستان، کے شکریہ کے ساتھ خط پیش ہے]

مکتوب بنام مولانا تحسین رضا کانپوری

مجموعۂ اعمال رضا تعویذات کے حوالے سے ایک معتبر کتاب ہے۔ اس میں امام اہل سنت اور دیگر بزرگوں کے نقوش و تعویذات منقول ہیں۔ اس سے ہر خاص وعام مستفید ہو رہا ہے۔ کچھ لوگ اس کا استعمال بغیر اجازت کرتے ہیں جس سے انہیں نقصان اٹھانا پڑ جاتا ہے اور اہل علم خاص کر اپنے بزرگوں سے اس کی اجازت طلب کر لیتے ہیں جس کے بعد انہیں اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ نقصان سے محفوظ رہتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں کانپور سے مولانا تحسین رضا صاحب نے حضرت سے اس مجموعہ کی اجازت طلب کی حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی اورچوں کہ عموماً لوگوں نے تعویذات کو تجارت کا ذریعہ بنالیاہے اس لیے حضرت نے ”محض خدمت خلق“ کی قید لگا کر اسے ذریعہ تجارت نہ بنانے کا حکم بھی دیا۔ خط ملاحظہ ہو:

برادر دینی ویقینی سلام مسنون:

آپ کا مرسلہ مکتوب ملا۔ یہ فقیر بعونہٖ تعالیٰ و بکرمہٖ آپ کو مجموعۂ اعمال رضا کی اجازت دیتا ہے اس سے کام لیں۔ یہ کتاب وہاں نہ ہو تو بریلی سے منگالیں۔ محض خدمت خلق کے لیے اس کام کو انجام دیں۔

دعاگو: محمد اختر رضا قادری غفرلہ۔

[مولانا غلام مصطفی نعیمی صاحب کے شکریہ کے ساتھ خط پیش ہے]

مراسلہ بسلسلہ اشاعت ماہنامہ قاری دہلی

۱۹۸۶ء میں جب آپ حج کے لیے تشریف لے گئے تو چوں کہ وہاں نجدیوں کی حکومت ہے اور عموماً مساجد میں انہیں کے مقرر کردہ امام ہیں۔ آپ نے خود اپنی نماز ادا کی وہابی ونجدی امام کی اقتدا نہیں کی۔ بس اسی بنیاد پر ۳۱؍ اگست کو نجدی حکومت کی طرف سے آپ کی گرفتاری ہوگئی ہے۔ آپ نے بارہا پوچھا کہ مجھے کس جرم میں گرفتار کیا گیاہے مگر کوئی جرم ہو تا تو بتاتے بھی بس آپ کے مسلک ومشرب عقائد ونظریات کے حوالے سے استفسارات کرتے رہے حضرت نے حضرت سوال کا معقول جواب دیا پھر بھی آپ کو جیل میں رکھا گیا۔ جب پورے ہندوستان بلکہ برصغیر سے علماومشائخ نے سعودی حکومت کے خلاف آوازاحتجاج بلند کی تو بمجبوری گیارہ دن کے بعد سعودی حکومت نے حضرت کو رہا کیا۔ حضرت نے اپنے وطن مراجعت فرماتے ہی سعودی حکومت کے نام ایک عام مراسلہ شائع فرمایانیز سعودی

سفیر اور دیگر سیاسی ارکان نے رابطہ کر کے سعودی حکومت سے وجہ بتانے کو کہا اور کیوں کہ اس طرح وہ سنی مسلمانوں کے ساتھ کھلواڑ کرتے رہتے ہیں ان سے معافی کا مطالبہ بھی کیا۔ حضرت کا وہ مراسلہ ماہنامہ قاری دہلی میں

"میرا قصور کیا تھا سعودی حکمراں جواب دیں"

کے عنوان سے شائع ہوا۔ مراسلہ پیش ہے ملاحظہ کریں۔

"نئی دہلی آج جبکہ الحاد و بے دینی اور مغربیت و سامراجیت نے عالم اسلام کے خلاف دینی علمی سیاسی اخلاقی تہذیبی صنعتی ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے اور اسے شکست دینے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی جارہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں سارے مسلمانان عالم کے درمیان اتحاد و اتفاق اور یگانگت و ہم آہنگی کی جو شدید ضرورت ہے اور موجودہ حالات کا جو تقاضا ہے اس سے کوئی صاحب گوش و ہوش انسان صرف نظر نہیں کر سکتا لیکن اس سال سفر حج کے دوران میرے ساتھ جو سانحہ پیش آیا وہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سامراجی طاقتیں مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اور حرمین طیبین کی مقدس سرزمین میں بھی ان کی ناپاک سرگرمیاں جاری ہیں۔ حج کے اس مبارک سفر میں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے دینی لحاظ سے کفر و شرک یا حرام قرار دیا جاسکے کسی غیر قانونی و غیر اخلاقی حرکت کا بھی مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ تحریری یا زبانی طور پر وہاں میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسے سیاسی سازش یا تخریب کاری کا نام دیا جاسکے۔ اس کے باوجود مجھے کیوں گرفتار کیا گیا پستول کی نوک پر میری تلاشی لی گئی غیر متعلق سوالات کیے گئے مجھے زیارت مدینہ منورہ سے محروم رکھ کر جدہ ایرپورٹ تک ہتھکڑیاں پہنا کر لایا گیا۔ اور بار بار میرے سوال کے باوجود اس قید و بند کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی اس کا مجھے سعودی عرب سے جواب چاہیے اور ہر حال میں اسے تحریری جواب دینا ہو گا عام مسلمانوں سے معافی مانگنی ہو گی اور آئندہ کسی حاجی کے ساتھ دست

اندازی کی ایسی جسارت نہ کرنے کا وعدہ کرنا ہو گا وزارت خارجہ ہند اور سعودی سفیر متعینہ دہلی سے رابطہ قائم ہے اس سلسلے میں جو جوابات موصول ہوں گے ان سے مسلمانان ہند کو اخبارات کے ذریعے مطلع کیا جاتا رہے گا فقط والسلام

محمد اختر رضا خان ازہری قادری غفرلہ۔ وارد حال دہلی ۲/ اکتوبر ۱۹۸۶ء

[ماہنامہ قاری نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۸۰]

مکتوبات اصحاب علم ودانش بنام تاج الشریعہ

اوراق سابقہ میں منقولہ خطوط وہ تھے جو حضرت نے تحریر فرمائے۔ اب ہم یہاں کچھ خطوط وہ نقل کر دیں جو اکابر علماو مشائخ اور دانشوران قوم کی طرف سے آپ کو ارسال کیے گئے۔

مکتوب حضرت سید مظفر حسین کچھوچھوی

حرمین شریفین پر ۱۹۲۴ء سے مسلسل نجدی بربریت جاری ہے۔ مزارات مقدسہ کا انہدام، مآثر متبرکہ کی بے حرمتی و پامالی اور اہل حرمین پر تشدد، یہ سب کچھ ان کے لیے بہت ہی معمولی سا کام ہے۔ قطع نظر ان سب باتوں سے نجدیوں، سعودیوں نے گنبد خضری کے انہدام کی بھی کوششیں کیں یہ الگ بات کہ ناکام رہے۔ البتہ موقع تلاش کرتے رہے، منصوبے بناتے رہے۔ مگر مسلمانان عالم اسلام کے جذبات کے مقابل ان کے سارے منصوبے خاکستر ہوتے چلے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں جب حضور سید مظفر حسین کچھوچھوی قدس سرہ نے سفر حج فرمایا اور حرمین طیبین پر نجدی وحشیانہ سلوک دیکھا اور گنبد خضری کے حوالے سے نجدیوں کی گستاخانہ حرکتیں ملاحظہ کیں تو تڑپ اٹھے۔ اور نجدیوں کی ان حرکتوں کے خلاف ایک لائحہ تیار کر کے ان کی ظالمانہ حرکتوں کی روک تھام کے لیے منصوبہ بند عملی تیاری کا ارادہ فرمایا۔ جس کے لیے آپ نے علماو مشائخ کی ایک میٹنگ اسی سلسلے میں تاج الشریعہ کو بھی مدعو کیا۔ خط کے الفاظ میں اپنائیت کا عنصر وافر مقدار میں محسوس ہو گا۔ خط ملاحظہ کریں:

محترمی۔ السلام علیکم

امسال حج بیت اللہ شریف کے موقع پر میں نے جو کچھ حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے یا انہدام گنبد خضراء کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ کی جو ناپاک سازشیں نہ صرف قولی بلکہ عملی حیثیت اختیار کرچکی ہیں۔ وہ دنیائے سنیت کے لئے ایک کھلا چیلنج ہیں۔

یا یوں سمجھئے کہ کنز الایمان پر پابندی لگانے کے بعد سعودیہ عربیہ کا یہ دوسرا ناپاک قدم ہمارے ایمان وعقیدے کا ایک امتحان ہے۔ جو کچھ مسجد نبوی وگنبد خضراء کو تباہ کرنے کا منصوبہ یہودیوں کے مشورہ سے طے ہو چکا ہے۔ دعوت نامہ میں ان تفصیلات کا لانا دشوار ہے اگر آپ حضرات کے نزدیک گنبد خضراء کا تحفظ ہمارے ایمان وعقیدے میں ضروری ہے اور سعودیہ عربیہ کے اس ناپاک ارادے کو ناکام بنانے کا حوصلہ ہے تو بتاریخ ۹:۱۰ر شعبان ۱۱، ۱۲ر مئی جمعہ، سنیچر دارالعلوم غریب نواز الہ آباد میں تشریف لاکر اپنے مفید مشوروں سے ایک لائحہ عمل مرتب فرما کر عملی قدم اٹھائیں ورنہ آنے والی نسلیں ہم لوگوں کو معاف نہ کریں گی اور دنیا میں ہم بنام سنیت منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گے۔ آپ کی جماعتی ذمہ داری اور دینی حمیت پر اعتماد ہے کہ ہم پر سفر خرچ کا بوجھ نہ ڈالیں گے۔ قیام وطعام کی سہولت ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔

منتظر کرم۔۔۔۔۔سید مظفر حسین۔ ایم۔ پی

[مطبوعہ: ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف ر جون، جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۹]

تعزیتی مکتوب حضور حافظ ملت

تاج الشریعہ کے والد گرامی حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں نوراللہ مرقدہ کا وصال ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء بروز شنبہ صبح ۷ر بجے ہوا۔ بے شمار علما و مشائخ کے تعزیتی پیغامات تاج الشریعہ کو موصول ہوئے انہیں میں سے ایک پیغام حضور حافظ ملت

کا بھی تھاہم وہ تعزیتی مکتوب یہاں نقل کرتے ہیں ملاحظہ کریں:

مکرم و محترم و محتشم جناب مولانا اختر رضاخاں صاحب زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ!

طویل سفر سے واپسی پر آپ کے والد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی خبر رحلت ملی۔

حضرت موصوف صوری و معنوی تمام خوبیوں کے جامع تھے، جامع الکمالات تھے، دین متین کی بڑی زریں خدمت انجام دیتے تھے۔ حضرت مرحوم کا وجود بڑا ہی قیمتی تھا رحلت سے ایک خلاء محسوس ہو رہاہے۔ سخت صدمہ ہے، نہایت افسوس ہے، مشیت ربانی میں بجز صبر چارہ نہیں۔

له ما اعطیٰ وله ما اخذ وکل شی باجل مسمّٰی فلتصبر ولتحتسب۔

حضرت قبلہ کے لئے دارالعلوم اشرفیہ میں جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ ختم قرآن مجید، اور پارہ کا ایصال ثواب کیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عبدالعزیز عفی عنہ

[مفسر اعظم ہند ص ۶۷، ۶۸: از ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بحوالہ حیات حافظ ملت، ص ۴۸۸]

مکتوب محمد حسن میلسی پاکستان

۱۹۸۳ء میں جب آپ نے پاکستان کا دورہ فرمایا۔ تو اہل پاکستان نے آپ کا خوب استقبال کیا۔ علماوعوام نے آپ کی شخصیت سے خوب استفادہ کیا۔ اس پورے سفر کی مختصر مگر دلچسپ روداد مولانا محمد حسن میلسی پاکستان سے ملاحظہ کریں۔ جوانہوں نے حضرت کی ہندوستان واپسی پر حضرت کے نام اپنے ایک طویل خط میں بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

''شہزادہ والا مخدوم و محترم مولانا مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری مدظلہ ہدیہ سلام مسنون ادعیہ، خلوص و مشحون فقیر بریلی شریف

مارہرہ مطہرہ اجمیر شریف درگاہ ۴/کتب ہانسی ضلع حصار ہریانہ سے واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور والا مراجعت فرما چکے ہیں ماشاء المولیٰ یہاں آپ کے دورہ کے واضح روحانی اثرات پائے

جاتے ہیں فقیر ملتان شریف خانیوال فیصل آباد لائپور شریف حاضر ہوا اور علماء واحباب کو آپ کا مداح پایا۔ عوام وخواص کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے اختر میاں میں محدث اعظم پاکستان کی جھلک نظر آتی ہے۔ کیوں کہ ان لوگوں نے سیدنا امام حجۃ الاسلام الاسلام قدس سرہ سرکار حضور مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کی زیارت تو کی نہیں۔ بریلی کے نمائندہ وترجمان کی حیثیت سے حضرت محدث اعظم پاکستان سیدی مرشدی مولانا محمد سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہ کو دیکھا اس لیے ہر ایک کی زبان پر یہی آتا ہے کہ اختر میں محدث اعظم پاکستان کی جھلک نظر آتی ہے۔ گھڑی کی چین کے مسئلہ پر ہمارے صاحبزادگان مولانا حاجی محمد فضل کریم حامد صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا صاحب سلمہم سے آپ کی گفتگو کامیاب رہی ہم لوگوں نے بھی بہت کوشش کی تھی مگر وہ آپ کی گفتگو سے مطمئن ہوگئے اب وہ خود گھڑی کی چین دوسروں سے اترواتے ہیں شیخ المعقول حضرت علامہ غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائپور شریف سے بھی آپ کا علمی مذاکرہ ہوا احباب علما متاثر ہوئے اور فقیر آستانہ کو اس سے خوشی ہوئی حضرت آپ سے بہت زیادہ توقعات ہیں مولا عزوجل آپ کو کامیاب فرمائے آمین پاکستان میں آپ کے ورود مسعود سے سنیت رضویت مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو تازگی مل گئی۔ گو میں خود حاضر نہیں تھا مگر ہر جگہ آپ کے دورہ کے واضح کامیاب روحانی اثرات ملتے ہیں فقیر نے بریلی شریف پہنچ کر حسب الحکم آپ کے دولت کدے پر خیریت عرض کردی تھی میلاد شریف میں بھی شرکت کرتا رہا ہوں دو بار کھانا اور ناشتہ کی سعادت بھی حاصل کی پھر ایک خط بھی بریلی شریف سے پاکستان آپ کے نام لایا تھا وہ جناب حضرت محترم شوکت حسن خان صاحب کو ڈاک کے ذریعے بھیج دیا ہے میلسی کے احباب و خدام کو زیارت کی حسرت باقی رہی آپکے پاکستان تشریف لانے کے بعد فقیر بریلی شریف اجمیر شریف مارہرہ مطہرہ وغیرہ حاضر ہوگیا اس وقت دوسری جگہ کا آپ کا ویزانہ ہوا تھا بعد

میں ویزا ہوا ہو گا مگر فقیر بھارت جا چکا تھا لہذا اہل میلسی محروم رہے حالانکہ پاکستان آنے کے لئے سب سے پہلی دعوت و اصرار مجھ فقیر ہی کہا تھا حضرت مولانا صاحبزادہ محمد منان رضا خان صاحب سلمہ سے بیس عدد فتاویٰ رضویہ لایا تھا ان کی رقم میں جلدی حسب طلب کراچی حاضر نہ کر سکا اگر حضرت منانی میاں فرمادیں تو وہ رقم اب کراچی شوکت میاں کو ارسال کر دوں مطلع فرمادیں فقیر دار العلوم نوریہ رضویہ مسجد اکبری مرزائی مسجد بھی حاضر ہوا حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب کی زیارت اور طلباء سے مختصر خطاب کا شرف حاصل ہوا مولانا منان رضا خان صاحب سے شرمندگی کے ساتھ معذرت وہ جلد حکم فرمادیں ان کی رقم کہاں حاضر کروں حضرت شوکت میاں صاحب کو بھیج دوں یا علامہ تقدس علی خان صاحب کو بھیج دوں جواب جلد رویت ہلال ولاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق آپ کا فتویٰ یہاں کے اخبارات میں چھپ گیا ہے آپ کے محترم صاحبزادہ صاحب نے وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم نعت سنائی تھی ان کو سلام دعا ازراہ کرم فقیر کے نام سنی دنیا کا اجرا فرمادیں پتہ محمد حسن علی الرضوی انوار رضا میلسی پاکستان ملتان ڈویژن۔[سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۶۱،۶۲]

مکتوب حضرت رئیس القلم

۱۹۸۴ء میں جب کویت حکومت کی طرف سے اہل سنت وجماعت کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو اہل سنت وجماعت میں ایک بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر صاحب دل کو دل کی دھڑکنیں رکتی محسوس ہوئیں۔ علما و مشائخ بھی بے چین و بے قرار ہو اٹھے۔ اور اسی تناظر میں اہل سنت کے عظیم مجاہد رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری قدس سرہ نے کویت کی مخالف و مذموم ہواؤں سے سینہ سپر ہونے کا ارادہ فرمایا۔ مگر تن تنہا اس سفر کا آغاز جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اس لیے کسی ایسے رہبر ورہنما کی تلاش تھی جو اہل سنت کے لیے مرجع ومقدام کی حیثیت رکھتا ہو۔ جس کی آواز پر ہر چھوٹا بڑا لبیک کہتا نظر آئے۔ اسی لیے آپ نے اپنے مرکز کی

مرکزی شخصیت کو یاد فرمایا۔یعنی تاج الشریعہ سے معروضہ پیش کیااور حضرت سے خواست کی کہ جماعتی ذمہ داری کا حق ادا کریں اور سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں کے منصوبوں کو خاک ملانے کے لیے علماو مشائخ کو اکھٹا کر کے کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔اور عملی اقدام سے مخالف طاقتوں کو جواب دیں ۔اوراہل سنت وجماعت کے عقائدونظریات اوراس کی بقاکی ہر ممکن کوشش کریں۔خط کی ایک ایک سطر ملاحظہ سے تعلق رکھتی ہے پڑھیں اوراکابر کی غیرت ایمانی سے محظوظ ہوں۔رئیس القلم قلم طراز ہیں:

”مرجع اہلسنت علامہ مفتی اختر رضاخاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم تہدیہ سلام ورحمت مزاج گرامی۔آج کی ڈاک سے آپ کا تہلکہ خیز مکتوب موصول ہوا،پڑھ کر آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا۔ایسالگتاہے کہ کویت کی حکومت نے اس اعلان کے ذریعہ ہماری دینی حیثیت کے خلاف ایک عالم گیر مہم کا آغاز کر دیاہے۔اب ہمارے جماعتی وجود کے لئے اتناسخت خطرہ پیداہو گیاہے کہ ذراسی غفلت بھی ہمیں موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔کیونکہ مقابلہ افراد اور جماعتوں سے نہیں بلکہ وقت کی انتہائی سرکش، مطلق العنان اور طاقتور حکومتوں سے ہے، جوعالمی سطح پر سیاسی اثرورسوخ اور تشہیروابلاغ کے جملہ وسائل سے مسلح ہیں۔

میرااندازہ اگر غلط نہیں ہے تو ہمیں غیر مسلم قرار دینے کے بعد اب سعودی حکومت کا دوسرا اقدام یہ ہو گا کہ وہ حج وزیارت کے لئے ہمیں ویزہ دینے سے انکار کر دے گی۔خدانخواستہ اگر ایساہوا تو یہ ہمارے اوپر تاریخ کاسب سے دردناک حملہ ہو گا۔اس کے بعد کم ہی لوگ ایسے ثابت قدم نکلیں گے جو ہمارے ساتھ منسلک رہ کر اپنے اوپر حج وزیارت کا دروازہ بند کرائیں۔

ان حالات میں اب سوااس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے آپ پورے ملک کے سربراہوں کافورًا اجلاس طلب کریں تاکہ ہم سنجیدگی کے ساتھ حالات کا جائزہ لیں اور دفاع کے لئے کوئی ایسا موثر اور جامع لائحہ عمل تیار کریں جس سے پوری دنیا کی نظر میں اس ناپاک سازش کا پردہ

چاک ہو جائے جو ہمارے مسلک وعقیدہ کے خلاف سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں میں رچائی جارہی ہے۔اپنی صفائی میں چند ہزار علماء کی بھی متفرق تحریرات دفاع کے لئے قطعاً کافی نہیں ہیں۔جیسا کہ آپ نے حکم نامہ میں مجھے تحریر فرمایاہے۔بہتر ہے کہ ایک منٹ ضائع کئے بغیر آپ ہی اس کی طرف پیش قدمی فرمائیں۔اس وقت مرکز نے ذرا بھی لاپروائی اور سردمہری کا مظاہرہ کیا یا دفاع کے لئے جیسی موثر اور ہمہ گیر کاروائی کی ضرورت ہے،اس میں ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو دشمن حکومتوں کے غلط پروپیگنڈوں کی بنیاد پر سخت خطرہ اس بات کا ہے کہ ہمارے خلاف ایک صریح بہتان اور ایک سفید جھوٹ کہیں عالم اسلام کی نظر میں امر واقعہ نہ بن جائے کیوں کہ پروپیگنڈہ آج کی دنیا کا اتنا خوف ناک ہتھیار ہے جو ظالم سے نہیں مظلوم سے انتقام لیتاہے۔اب خدا کے لئے ساری مصروفیات تج کر مارہرہ، کچھوچھہ، جبل پور اور مبارک پور کے سربراہوں سے رابطہ قائم کر کے مجلس شوریٰ کے انعقاد کے لئے فوراًکوئی اقدام کیجئے۔ابھی سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر مل جائیں گے۔

میرا خیال کہ اس اجتماع کے لئے بنارس،بریلی اور مبارک پور زیادہ مناسب رہے گا۔ایجنڈا سارے مشاہیر خطباء،معیاری درسگاہوں کے منتظمین و اساتذہ،خانقاہوں کے مشائخ،سنّی تنظیموں کے جملہ سربراہوں اور اہلسنت کی ساری سیاسی شخصیتوں کے نام جاری کیاجائے۔

ایجنڈے کا مضمون صرف یہ ہو:سعودی عرب اور خلیج فارس کی ریاستوں میں اہلسنت کو غیر مسلم قرار دینے کی جو ناپاک سازش رچائی جارہی ہے اس کا پردہ کس طرح چاک کیا جائے اور اپنے خلاف بے بنیاد الزامات کا دفاع کس طرح ہو۔

بے چینی کے ساتھ جواب کا منتظر:ارشد القادری

نوٹ:سارے اکابر کو اس خط کی نقل بھیج رہاہوں۔[سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۴ء صفحہ ۲۸،۲۷]

مکتوب حضرت پاسبانِ ملت

وہابی مولوی احسان الٰہی ظہیر نے عربی زبان میں اہل سنت وجماعت جسے بریلویت سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ۔کے خلاف ہفوات ،مزخرفات، کذب ،بہتان تراشی اور مغلظات سے بھری ہوئی ایک کتاب لکھی جسے البریلویت کا نام دیا۔ حالانکہ وہ کتاب لائق التفات وتوجہ نہیں تھی مگر مخالف فریق نے اس کا پرچار کچھ اس انداز میں کیا کہ اہل سنت پر اس کا جواب دینا فرض کفایہ کے مثل ہوگیا۔ تاج الشریعہ نے ابتدا میں اس کے جواب کی ذمہ داری چند نامور علما واصحاب قلم کے سپرد کی انہیں میں سے ایک نام پاسبان ملت علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔ حضرت نے پاسبان ملت سے البریلویت کا جواب لکھنے کی فرمائش ظاہر فرمائی۔ جس کے جواب میں پاسبان ملت نے حضرت کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس سے آپ کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے اور ساتھ ہی کسی اور صاحب قلم سے لکھوانے کی بات بھی آپ نے لکھی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر موقع میسر آیا تو خود ورنہ جسے راضی کیا ہے وہ لکھیں گے ۔ مگر کتاب البریلویت پاس نہ ہونے کے سبب کام شروع نہیں ہوسکتا اس لیے حضرت سے کتاب ارسال فرمانے کا مطالبہ فرمایا۔

ہم یہاں یہ بھی باور کرادیں کہ پاسبان ملت نے جواب لکھا یا نہیں اس کے بارے میں کوئی معتبر جواب ہمیں نہیں مل سکا۔ البتہ البریلویت کے جواب میں اور کئی نامور علما نے خامہ فرسائی فرمائی اور خاص کر تاج الشریعہ نے البریلویت کا دندان شکن جواب تحریر فرمایا جواب تک لاجواب ہے۔ خیر پاسبان ملت کا خط ملاحظہ ہو:

”سیدی الکریم مخدوم گرامی۔ سلام وقدم بوسی

حکم نامہ مل گیا۔ جو کچھ بھی لکھ سکوں گا ان پتوں پر بھیج کر اس کی ایک کاپی حضرت کی خدمت میں پہلے روانہ کردوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ حکم سے کوتاہی نہ ہوگی۔ بات بہت آگے بڑھ رہی

ہے اور پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے۔ مری ناقص رائے یہ ہے کہ سب سے البریلویت کا جواب سنجیدہ اور مدلل جواب عربی اور اردو دونوں میں شائع کیا جائے۔ کسی بھی جنگ لینے سے پہلے ہتھیار کا ہونا ضروری ہے۔ نہتّا نہیں رہنا چاہئے۔ دل چاہتا ہے ملاقات ہو جاتی تو تفصیلی گفتگو ہو تی۔

ہدایات سے مطلع فرماتے رہیں۔ خدا کرے مزاج بخیر ہو۔

طالب دعا۔۔۔۔۔۔مشتاق--------------------------------رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

نوٹ:۔ میرے پاس البریلویت نہیں ہے اگر کہیں سے بھی کسی بھی قیمت پر ایک نسخہ دستیاب ہو جائے تو بذریعہ وی۔ پی بھجوادیں۔ میں نے ایک صاحب کو جواب لکھنے کے لئے تیار کر لیا ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ کتاب نہیں ہے۔ نظامی

[مطبوعہ: ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف رجون، جولائی ۱۹۸۴ء ص ۲۸]

مکتوب حضرت شارح بخاری

۱۴۰۷ھ میں غالباً جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں فقہی سیمینار منعقد ہوا جس میں چند اہم مسائل پر گفتگو ہوئی مگر کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا۔ جس کے سبب شارح بخاری قدرے دل برداشتہ ہوگئے۔ اور پھر اسی تناظر میں آپ نے تاج الشریعہ کو مکتوب تحریر فرمایا جس میں آپ نے اپنے درد و غم کا اظہار فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت اقدس دامت برکاتہم القدسیہ۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عوافی مزاج عالی

والا نامہ ملا۔ کیا عرض کروں، تین بار علما کا اجتماع ہوا، لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا، سوائے نشستند مد خوردند برخاستد۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ ذمہ دار علما کو صرف بحث سے دلچسپی ہے۔ تحقیق سے ان کو کوئی مطلب نہ رہا۔ چند حضرات نے کافی محنت کی، خواجہ مظفر حسین صاحب،

مولاناعبید الرحمٰن صاحب، مولانا مطیع الرحمٰن صاحب، مولانانظام الدین صاحب مگر ان کی اوپر صف والے حضرات نے کوئی قدم پیش رفت کی طرف نہیں اٹھایا، بلکہ ان کے جمع کئے ہوئے مواد پر زور آزمائی کرتے رہے۔ اس سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ قیامت تک نشستیں ہوتی رہیں گی، بے کار ہے۔ اور میں نے عہد کر لیا کہ اب اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا ہے۔ علیکم بخاصۃ انفسکم۔ اور یہ سلسلہ بند کر دیا۔ لاوڈ اسپیکر کا حکم وہی رہا کہ اس کی اقتدا مفسد صلاۃ ہے۔ حضور نے کسی بھی نشست میں شرکت نہیں فرمائی نہ قاضی نے فرمائی اس کا بھی اثر ہے کہ میں اب اس قسم کی مٹینگوں میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

محمد شریف الحق امجدی۔۔۲۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

[نوادرات تاج الشریعہ، ص ۱۹۰]

مکتوب فقیہ ملت

فقہی مسائل خاص کر دیہات میں نماز جمعہ کے حوالے سے ایک فقہی سیمینار میں تاج الشریعہ کی توضیحات و تصحیحات سے اتفاق کے حوالے سے فقیہ ملت نے تاج الشریعہ کے نام ایک خط لکھا جس میں مسئلہ سے متعلق تاج الشریعہ کی توضیحات و تشریحات سے بالکلیہ اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے ماہنامہ اعلیٰ حضرت، ماہنامہ اشرفیہ، ماہنامہ سنی دنیا اور ماہنامہ کنز الایمان دہلی سے فیصلہ کی اشاعت کا مطالبہ فرمایا۔ خط ملاحظہ فرمائیں۔ اور تاج الشریعہ کی جلالت علمی اور حیثیت فقہی کا اندازہ لگائیں۔

''باسمہٖ تبارک وتعالیٰ

جانشین مفتی اعظم ہند حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج عالی بخیر باد

دربارۂ جمعہ فیصل بورڈ کے اجمالی فیصلہ کے متعلق حضرت کی تحریر توضیح و تصحیح ضروری پر مشتمل

بذریعۂ رجسٹری موصول ہوئی پھر اس کے فورا بعد علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کی رجسٹری حضرت کی تحریر کے عکس اور خط کے ساتھ دستیاب ہوئی کہ اگر حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کی توضیح و تصحیح سے آپ متفق ہوں تو ان کی تحریر پر دستخط کر دیں۔ ہم نے حضرت کی توضیح وضروری تصحیح سے پورے طور پر اتفاق ظاہر کرتے ہوئے دستخط کیا۔ اور آج ہی کی ڈاک سے بصیغۂ رجسٹری تحریر ان کو ارسال کر دیا۔

ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ فیصل بورڈ کا فیصلہ حضرت کی توضیح وضروری تصحیح کے ساتھ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں شائع کر دیا جائے۔ اور حضرت سے بھی عرض ہے کہ اپنے ماہنامہ سنی دنیا ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف اور ماہنامہ کنز الایمان دہلی میں بھی انہیں شائع کرنے کا حکم فر مائیں تا کہ دیہات میں نماز جمعہ و ظہر کے مسئلہ سے زیادہ لوگ آگاہ ہو جائیں حضرت کے معتمد خاص مولانا محمد شہاب الدین رضوی اور دیگر مخلصین حاضر باشی کو السلام علیکم

جلال الدین احمد الامجدی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

[نوادرات تاج الشریعہ، ص۱۹۳]

مکتوب محمد اسحاق قریشی پاکستان

جناب محترم محمد اسحاق قریشی صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے۔ خط کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ موصوف شاعرانہ مزاج کے مالک، ادب دوست، اور نسبتوں کے قدردان ہیں۔

موصوف کو ڈاکٹر مسعود صاحب کے توسط سے تاج الشریعہ کی لکھی ہوئی نعت پاک جو آپ ہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی موصول ہوئی تو موصوف نے تاج الشریعہ کو تشکر نامہ ارسال کیا۔ خط کیا ہے تاج الشریعہ کی مدح سرائی کے حوالے سے موصوف کی طرف سے ایک بیش قیمتی ہدیہ و نذرانہ ہے۔ پورا خط پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نقل کرتے ہیں قارئین ملاحظہ کریں:

”مکرمی و محترمی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

چند روز ہوئے محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ جس میں آپ کے دست مبارک کے تحریر کردہ ایک ورق کا عکس بھی تھا۔ بے حد مسرت ہوئی۔ میں تو مدت سے اس کرم فرمائی کا منتظر تھا۔ اور اس سے قبل بریلی شریف کے پتے پر بھی اور کراچی بھی لکھ چکا تھا۔ بحمد للہ میری مراد بر آئی۔ آپ کی ایک خوبصورت نعت پڑھنے کو ملی۔ مختصر الفاظ میں رواں دواں انداز میں کس قدر عمدہ اشعار پڑھنے کا موقع ملا۔ میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔ اللہ تعالی آپ کو اپنے بے پایاں کرم سے نوازے۔ آمین۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ چند مزید نعتیں مرحمت فرمادیں تاکہ یہ عشق و محبت کی داستان آپ کے پر خلوص اور وجد آفریں اشعار سے مزین ہو جائے۔ آپ کا یہ شعر پڑھا ۔

یا رسول اللہ حقا　　　انت للنعماء باب

تو تصور ورحمت پر لے گیا۔ اللہ اللہ کس قدر رحمت آفریں بارگاہ ہے۔ سب اسی در کے ہی تو گدا ہیں۔ جہاں بقول اعلی حضرت رضی اللہ عنہ ،مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

آپ کے اس شعر نے میری یادوں کے کئی دریچے وا کر دیئے۔ کیا دن تھے جب درِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب تھی اور قدموں کی جانب کھڑے ہو کر بے ساختہ یہ اشعار زبان پر آگئے تھے۔

تیری معراج کہ ہے عرش تیرے زیر قدم
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کا یہ شعر مجھے کئی روز یاد آتا رہا:

فان قنطت من العصیان نفس
فباب محمد باب الرجاء

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ کے گھرانے نے عشق و محبت کا وہ درس مسلمانان برصغیر کو دیا ہے کہ یہ قرض کبھی ادا نہ ہو سکے گا۔ بھلا کون سی محفل ہے جہاں ذکر رحمۃ اللعالمین ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر نہ ہو۔ میں سیاہ کار کیا عرض کروں دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ ذوق شوق فراواں کرے آمین۔

آپ سے پھر گزارش کروں گا کہ آپ اپنے مزید نعتیہ اشعار مرحمت فرمائیں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کے بھی تاکہ یہ سب میرے مقالے کی زینت بنیں۔ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے عربی اشعار مل جائیں، تو زہے نصیب۔ اسی طرح دیگر علمائے اہلسنت کے اشعار میری ضرورت ہیں۔ عربی نعت برصغیر پاک و ہند میں میرا موضوع ہے۔ آپ کی نگاہ التفات سے میرے کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔ دعا کا طلب گار ہوں اور توجہ کا بھی۔ تمام اہل مجلس کو سلام عرض کرتا ہوں۔ والسلام-------------- محمد اسحاق قریشی

[سنی دنیا جون جولائی ۱۹۸۳ء صفحہ ۶۳]

مکتوب فضل حق، عبد الرؤف صاحب واحباب کوٹہ

سنی دنیا کے حوالے کوٹہ کے چند معتقدین نے آپ کے نام درج ذیل خط لکھا اور ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کے اجرا پر آپ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا خراج پیش کیا۔ خط ملاحظہ ہو:

"حضور علامہ ازہری صاحب قبلہ جانشین مفتی اعظم السلام علیکم

مزاج ہمایوں

حضور کا رسالہ سنی دنیا دیکھنے کو ملا شاید اپنے مرکز سے نکلنے والا یہ پہلا رسالہ ہے جو ہر لحاظ سے خوبصورت ہے اللہ کرے یہ اسی طرح چمک دمک کے ساتھ نکلتا رہے آپ تو ہر لحاظ سے مبارکباد کے لائق ہیں اس لیے کہ آپ عظیم البرکت ہیں اور عظیم البرکت اعلی حضرت کے علم و فضل کے وارث اور ہمارے مرشد مفتی اعظم کے قائم مقام ہے اس رسالے کے لیے

میں عبد النعیم صاحب عزیزی کو قابل مبارکباد زیادہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی برکتوں کے طفیل انہوں نے اتنا اچھا پرچہ نکالا۔"[سنی دنیا مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۳۳]

تعزیتی مکتوب جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان

پاکستان کے پردھان منتری جناب جنرل ضیاء الحق نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی وفات حسرت آیات پر تاج الشریعہ کے نام درج ذیل تعزیتی مکتوب ارسال کیا۔ جس میں جنرل صاحب نے مفتی اعظم ہند کے وصال پر غم وملال کا اظہار کیا ہے۔ یہ تار استقامت میں بھی شائع ہوا اور اس کی نقل ماہنامہ المیزان بمبئ اور دیگر رسائل میں بھی چھپی۔ ہم یہاں استقامت اور المیزان کے حوالے سے خط اور نقل خط پیش کرتے ہیں۔

"حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری بریلوی کے نام صدر پاکستان جناب ضیاء الحق صاحب کا تعزیتی ٹیلی گرام جو ہندوستانی سفارت خانہ کے ذریعہ موصول ہوا۔

BEGINS AM DEEPLY GRIEVED TO HEARTHESAD NEWS OF THE PASSING WAY OF YOUR DISTNGUSHED AND REVERED FATHER IN LAW MUFTI MUSTAFA .RAJA KHAN IN EXPRESSING MY

ترجمہ: مجھے آپ کے قابل احترام اور بے مثال خُسر محترم مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے وصال کی خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا ہے۔

نوٹ: سرکار مفتی اعظم علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے خسر نہیں نانا ہیں۔ نیز انگریزی میں اسپیلنگ کی غلطی ہے رضا(Raza) کی جگہ راجا(Raja) لکھا ہوا ہے۔[ماہنامہ استقامت، کانپور، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۳۹]

ماہنامہ المیزان میں پیغام اس طرح منقول ہے:

''مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان مرحوم کے نواسے اور دارالافتاء بریلی کے صدر مفتی مولانا اختر رضا ازہری قادری کو مفتی اعظم ہند کی وفات کے سلسلے میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق نے تار کے ذریعے جو پیغام بھیجا تھا اس کا متن حسب ذیل ہے

''آپ کے معزز اور محترم بزرگ کے انتقال کی اندوہناک خبر سن کر مجھے گہرا صدمہ پہنچا۔ میں اپنی گہری ہمدردی اور دلی احساسات کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ مرحوم کی روح کو تسکین دے۔ اور آپ کو اور آپ کے کنبے والوں کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کی طاقت اور استطاعت دے۔'' صدر ضیاء الحق کا یہ پیغام نئی دہلی میں پاکستانی سفیر مسٹر عبد الستار نیازی نے اپنے توسط سے مولانا اختر رضا خاں کو روانہ کیا تھا۔(قومی آواز)''[ماہنامہ المیزان بمبئی نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۶]

اوراق گزشتہ میں کشتے نمونہ از خروارے تاج الشریعہ کے ارباب علم ودانش کے نام ارسال کردہ نیز آپ کو موصول ہونے والے اکابر علما و دانشوران قوم کے چند خطوط پیش کیے گئے ہیں۔ حضرت کے مکتوبات و مراسلات کے مطالعہ سے حضرت کی شخصیت کے خدوخال کا شفاف پن آئینہ کے مثل نظر آئے گا۔ وہیں آپ کے نام اکابر علما اور نامور شخصیات کے خطوط سے آپ کی ذات کی ہمہ جہتی اور اعلیٰ منصبی کا پتہ چلے گا۔

اللہ پاک تاج الشریعہ کے مکاتیب کے صدقے ہمیں دارین کی بھلائی نصیب کرے۔ اور حضرت کے فیضان سے ہمیں خوب خوب مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

[مجلہ سفینہ بخشش کراچی کی یادگار اشاعت
''اختر اعلیٰ حضرت''
ناشر ''دار النقی کراچی'' ص ۲۱۳ تا ۲۲۹]

ہم بہر حال کتابوں میں ملیں گے تم کو

ابھی کچھ ماہ گزر رہے کہ تاج شریعت، غواص بحر طریقت، چشم وچراغ خاندان اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضاخان قادری ازہری قدس سرہ ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔جن آنکھوں نے انہیں دیکھاہے وہ ان کے رخ زیبا کے نور سے منور ہیں۔اور جو آنکھیں ان کے دیدار پر انوار سے محروم رہیں وہ یہی کہہ رہی ہیں کہ ؎

انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

حضرت کے وصال کے بعد دیوانوں کی دیوانگی حد سے بڑھ گئی ہے۔حضرت سے شرف ملاقات حاصل کرنے کی تمناہے۔کہاں ملیں گے حضرت؟سوداگران میں ہیں،تومسجد میں یاگھر میں؟یامدرسہ جامعۃ الرضامیں جلوہ فرماہیں؟یاکہیں جلسہ میں؟کسی کانفرنس میں؟تبلیغی دورے پر ہیں؟توکس ملک،کس شہر،کس گاؤں میں ہیں؟فرط محبت میں دیوانے پوچھ رہے ہیں کوئی جواب دینے والانہیں۔اسی تحیّر کے عالم میں محسوسات کا دائرہ وسیع ہوتاہے۔دل کے کان واہو جاتے ہیں۔تصورات کی بزم سج جاتی ہے یوں محسوس ہوتاہے کہ سوداگران کی مقدس وادی سے گویا آواز آرہی ہو،مرقد اقدس حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ سے رہبری کے نغمے بلند ہو رہے ہوں کہ مجھے تلاش کرنے والو!مجھ سے ملاقات کرنے والو!میرے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والو!میں دنیامیں رہاتوظاہری جسم کے ساتھ تم سے ملتارہا،ملاقات کرتارہامگراب وعدۂ الٰہیہ کے سبب تمہارے اور میرے درمیان ایک حجاب حائل ہے جس کے سبب تم میرے ظاہری جسم کادیدارتونہ کرسکوگے البتہ مجھ سے ملنے کے چند ایک پتے ہیں جہاں تم مجھ سے ملاقات کرسکتے ہو،میرے فیوض وبرکات حاصل کرسکتے ہو۔کبھی شوق ملاقات بے قرار کرے توبریلی شریف کاسفر کرکے میرے جدامجد قدس سرہ

کے مزارپرانوارپرحاضری دینامیں اپنے جدامجد کی بارگاہ اقدس میں تمہیں ملوں گا۔یاپھر متھراپورمیرے خون جگرسے سینچے ہوئے چمنستان علم وحکت ''جامعۃ الرضا''میں مجھے تلاش کرلینامیں وہاں بھی تمہیں مل جاؤں گا۔اوراگرتم یہاں بھی نہ جاسکوتومجھ سے ملنے کاایک آسان پتہ بھی نوٹ کرلوجہاں میں تمہیں ہروقت ملوں گا۔وہ پتہ یہ ہے ؂

جسم توخاک ہے اور خاک سے مل جائے گا

ہم بہرحال کتابوں میں ملیں گے تم کو

مجھے میری کتابوں میں تلاش کرنامیں وہیں ملوں گا۔میرے فتاوی ''المواہب الرضویۃ فی الفتاوی الازہریۃ فتاوی تاج الشریعہ'' پڑھ لینامجھ سے ملاقات اس بہانے بھی ہوجائے گی۔ کبھی مجھ سے احادیث کی وضاحت درکارہویامیری درسگاہ میں بیٹھ کردرس بخاری سننے کاشوق ہوتو''تعلیقات الازھری علی صحیح البخاری'' پڑھ لینا۔ کبھی قصیدہ بردہ پڑھنے کامن کرے اوراس کی نکتہ سنجیاں سمجھ سے بالاترہوں تو''الفردہ فی شرح البردہ'' کے ذریعہ مجھ سے سمجھ لینا۔کبھی مجھ سے نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سننے کی چاہت ہوتومیرالنعتیہ دیوان ''سفینہ بخشش''کھول کربیٹھ جانا۔کبھی میرے پاس آنے کی نیت ہو تومیری کتاب''شرح حدیث نیت'' پڑھ لینا۔ کبھی مقدس خانقاہوں کے ناپاک مجاورتقدس صحابہ کوپامال کریں اورمیری رہبری کی ضرورت محسوس ہوتو''الصحابۃ نجوم الاھتداء'' کے ذریعہ مجھے آوازدے لینا۔جب کبھی نجدی، وہابی، دیوبندی یاوہابی نماسنی مسلک اعلیٰ حضرت پرحملہ آورہوں اوراس کو اہل سنت وجماعت سے خارج تصورکریں تو''مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویۃ'' کے ذریعہ انہیں میری طرف سے چیلنج مناظرہ دے دینا۔جب کبھی علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی ''المعتقد المنتقد''اورمیرے جدامجد امام اہل سنت قدس سرہ کی ''المعتمد المستند'' کی باریک گتھیاں تم سے نہ سلجھتی ہوں توان کو سلجھانے

کے لیے ”شرح معتقد و معتمد“ کے ذریعہ میری بارگاہ میں زانوئے ادب طے کرلینا۔
کبھی ٹرین میں مسافر ہو اور میرے ساتھ سفر کرنے کا دل کرے تو میری کتاب ”چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم“ پڑھ لینا۔ کبھی چاند دیکھ کر میری چاند سے صورت کی رویت کے لیے بے قرار ہو جاؤ تو ”جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت“ پڑھ لینا۔ کبھی ٹی وی ویڈیو والے پریشان کرتے ہوں یا سیلفی باز ملاؤں کی سیلفی تنگ کرتی ہوں تو میری تصنیف ”ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وشرعی حکم“ کے ذریعہ ان کے آپریشن کے لیے مجھے بلا لینا۔ کبھی حکومت تین طلاق کے عدم نفاذ کا قانون پاس کر کے تمہیں قوانین شرعیہ سے دور رکھنے کی کوشش کرے تو میرے پاس چلے آنا اور ”تین طلاقوں کا شرعی حکم“ پڑھ کر اپنے ایمان کی حفاظت کرلینا۔ اگر قیامت میں میری رفاقت مقصود ہو ”آثار قیامت“ پڑھ لینا۔ الغرض جب تمہیں مجھ سے ملنے کا من کرے تو میری کتابوں کے ذریعے مجھ سے مل لینا۔ یا میری ان تحریروں کے ذریعہ مجھ سے ملاقات کرلینا جو گاہے بگاہے دعائیہ کلمات، تقریظ تقدیم، تصدیق کی شکل میں اہل سنت کے نامور ومشاہیر علما ومشائخ کی کتابوں کے لیے میں نے لکھی تھیں ۔ مختلف کتابیں اگر خریدنا مشکل ہو اور میری متفرق تقریظات وغیرہا یکجا حاصل کرنا ہو تو میرے مرید صادق، لائق ،فائق محمد دانش احمد اختر القادری سلمہ اللہ القوی سے رابطہ کر کے ان کی مرتب کردہ کتاب ”نگارشات تاج الشریعہ“ حاصل کرلینا اور پھر ان متفرق تحریروں کے ذریعہ مجھ سے مختلف انداز میں ملاقات کرتے رہنا۔ اور ان کے لیے دعائیں بھی کرنا کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ مذہب ومسلک کو فروغ عطا فرمائے۔ ان کو میری نایاب ،علمی، قیمتی، تحریروں کو مرتب کرنے اور انہیں شائع کرنے پر اللہ انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ انہیں ہر محاذ پر مولیٰ کامیاب فرمائے۔ اور ان کی کاوشوں کو قبول فرما کر انہیں دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عصر حاضر میں جہاں ہر گاؤں ہر قصبہ ہر شہر بلکہ بلا مبالغہ ہر محلہ میں نا اہل عالم، مفتی، مناظر، خطیب، فقیہ، صوفی اور پیر پائے جا رہے ہوں ۔ کفر و اسلام کی سرحد سے الگ دنیا بسانے کی دعوت دینے والوں کو داعی اسلام کہا جا رہا ہو۔ ایسے نازک ماحول میں اصلی و جعلی، حق و باطل اور صحیح و غلط کے مابین خط امتیاز کھینچنے والی کسی ایسی شخصیت کی زمانہ ضرورت محسوس کرتا ہے ۔ جسے دیکھ کر پڑھ کر سن کر آئینہ قلب صیقل ہو جائے ۔ اور بے ساختہ زبان پر نکلے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جس کی پاکیزہ فکر کی خوشبو سے باطل کی مسموم ہوائیں معطر فضاؤں میں تبدیل ہو جائیں۔

جس کی مدبرانہ کارگزاریوں سے گم گشتہ راہ متاثر ہو کر راہ ہدایت پاتے نظر آئیں۔

جس کے مزاج میں اپنوں کے لیے نرمی اور دشمنان خدا و رسول کے لیے شدت کا عنصر وافر مقدار میں پایا جاتا ہو۔ جس کی زبان اپنوں کے لیے دعائیں کرتی ہو اور گستاخان رسالت کے لیے سزاؤں کی طلب گار ہو۔ جس کی گفتگو سے بگڑے ہوئے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جائے۔ جس کے قلم کی سیاہی سیاہ قلوب کو سفیدی میں بدل دے۔ جس کے قلم کی نوک، دشمنان دین کے لیے خنجر خونخوار کا کام کرے۔ جس کی تحریر اپنوں کی تسکین قلب کا سامان بنے اور گم راہوں کے لیے نشان منزل قرار پائے۔

جس کی سیرت مصطفی کریم ﷺ کی سیرت کی آئینہ دار ہو۔ جو شریعت کی پاسداری میں گھر، خاندان، اعزہ، اقربا، احباب، رشتہ دار، تلامذہ، خلفا، کسی کا لحاظ ملحوظ نہ رکھے۔

جو خلاف شرع امور کے مرتکبین کے ساتھ کسی طرح کی رواداری کا روادار نہ ہو۔ جو اغیار کی دشنام طرازیوں، اپنوں کی طعنہ انگیزیوں، حاسدین کی الزام تراشیوں اور دنیاوی، سیاسی، سماجی، بلاؤں سے بے پرواہ اور بے فکر ہو کر بس یہی کہتا ہو ؎

مجھے کیا فکر ہو اختر مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو خود میری گرفتار بلا کر دیں

موجودہ دور میں ان صفات محمودہ کی حامل شخصیت کو زمانہ،

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ، مفتی اختر رضا خان ازہری دامت معالیھم کے حوالے سے جانتا ہے۔

جو ناموس رسالت کا سچا محافظ ہے۔ جو مذہب و مسلک کا بے لوث ناشر ہے۔ جو حق و صداقت کا بے باک علمبر دار ہے۔ جو اپنوں کے لیے اخلاق واخلاص کا پیکر اور دشمنان خدا اور سول کے لیے شمشیر برہنہ ہے۔

جس نے اپنا ایک ایک لمحہ خدمت دین مصطفی کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

جس نے اپنی مکمل زندگی نام مصطفی کے نام وقف کر دی ہو۔ اور زمانے کو بتادیا ہو کہ ؎

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے   زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے   جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے

جس نے زمانہ بھر حضور اعلیٰ حضرت کے مشن پاک

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

پر خوب عمل کیا ہو۔

جس نے اپنے جد کریم کے پڑھاے ہوئے سبق

گستاخ رسول کوئی بھی خواہ کتنا بھی قریبی ہو اسے اپنی زندگی سے اس طرح نکال پھینک دے

جیسے مکھی کو دودھ سے نکالا جاتا ہے۔ پر خود بھی عمل کیا اور اپنے معتقدین کو بھی حکم دیا ہو کہ

نبی سے جو ہو بے گانہ اسے دل سے جدا کر دے

پدر مادر برادر جان ومال ان پر فدا کر دے

زیر نظر کتاب ''سوانح تاج الشریعہ'' انہیں کے پاکیزہ احوال، پر مشتمل ہے۔ کتاب کیا ہے بلکہ حضرت کی سیرت پاک کا ایک مصطفی مجلی آئینہ ہے۔ جس میں قاری کو حضرت کا عکس نظر آئے گا۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ قاری پڑھتے ہوئے یہ محسوس کرے گا وہ کتاب نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ حضرت کی بارگاہ میں موجود رہ کر حضرت کو بذات خود ملاحظہ کر رہا ہے۔

کتاب میں تاج الشریعہ دام ظلہ کی سیرت کے مبارک گوشوں، اوران کی خدمات کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا تفصیل کے لیے دفتر ناکافی ہیں۔

مرتب موصوف حضرت مفتی یونس صاحب دام ظلہ ایک نامور، قد آور شخصیت ہیں ان کے تعارف کے لیے نام کے علاوہ مزید کسی حوالے کی ضرورت نہیں ہے۔ موصوف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات مبارکہ کے سلسلے میں جو سعی فرمائی ہے اس پر موصوف یقینا لائق مبارکباد ہیں۔

اللہ پاک موصوف کی اس تحقیقی قیمتی کاوش کو مقبول انام فرمائے۔ اور حضرت موصوف کو اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔ اور حضور تاج الشریعہ کے فیوض وبرکات سے موصوف کو بھی اور ہم غلاموں کو بھی مستفیض فرمائے۔ اور حضرت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

[سوانح تاج الشریعہ ص۲۴۵تا۲۴۸]

مطبوعات نعیمی

ہند و پاک سے شائع ہونے والی مصنف کی اب تک کی مطبوعات

شمار	اسمائے کتب	صفحات
۱	سیرت رسول عربی ﷺ تاریخ کے آئینے میں	۴۶
۲	انبیائے کرام گناہ سے پاک، اعلیٰ حضرت (تخریج وغیرہ)	۲۴
۳	دفع الخملہ عن احادیث العملہ (احادیث عمامہ پر شبہات کا ازالہ)	۹۲
۴	معراج المؤمنین	۳۱
۵	رکعات نماز کا ثبوت احادیث نبوی اور فقہ حنفی کے آئینے میں	۱۱۹
۶	حق کی پہچان، صدر الافاضل (تخریج وغیرہ)	۳۱
۷	فیضان رحمت، صدر الافاضل (تخریج وغیرہ)	۱٦۸
۸	مقالات صدر الافاضل	٦۰۸
۹	مکاتیب صدر الافاضل	۲۴۸

۱۰	ثبت نعیمی عربی، صدرالافاضل (تحقیق وغیرہ)	۱۱۲
۱۱	اسانید صدرالافاضل، اردو (ترجمہ وغیرہ)	۱۳۶
۱۲	فتوحات رضویہ	۱۵۲
۱۳	تصوف کے بدلتے رنگ	۶۴
۱۴	حجاز مقدس پر نجدی تسلط اسباب ونتائج	۶۲۴
۱۵	تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث	۲۴
۱۶	سبطینی اشکالات پر برکاتی جوابات	۶۴
۱۷	فتاوی اترا کھنڈ (پہلی جلد)	۴۰۴
۱۸	فتاوی اترا کھنڈ جلد دوم	۴۴۰
۱۹	زیر نظر کتاب ”حیات تاج الشریعہ کے تابندہ نقوش	۱۲۰

ڈاک سے کتابیں منگانے کے لیے پہلے صفحہ پر دیئے گئے موبائل اور وہاٹس ایپ نمبر سے رابطہ کریں۔